ذاکر نائیک کی یزید سے محبت

مؤلف

علامہ مفتی محمد اکرام المحسن فیضی مدظلہ العالی

زیر نگرانی

حضرت علامہ نسیم احمد صدیقی نوری

ناشر

انجمن ضیاء طیبہ

نزد دفتر المؤذن حج و عمرہ سروسز، آدم جی داؤد روڈ، میٹھادر، کراچی۔

ایمان من است حب آل و اصحاب رضی اللہ عنہم

لعنت بسر یزید و اتباع یزید

ذاکر نائیک کی یزید سے محبت

مؤلف

علامہ مفتی محمد اکرام المحسن فیضی مدظلہ العالی

زیر نگرانی

حضرت علامہ نسیم احمد صدیقی نوری

پیشکش

انجمن ضیاء طیبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہِ ﷺ

نام کتاب	:	ذاکر نائیک کی یزید سے محبت
مصنف	:	حضرت علامہ مفتی محمد اکرام المحسن فیضی
زیر نگرانی	:	حضرت علامہ نسیم احمد صدیقی صاحب
صفحات	:	96 صفحات
تعداد	:	1000
سن اشاعت	:	مئی 2008ء
ناشر	:	ضیائی دارالاشاعت (انجمن ضیاء طیبہ)

ناشر

ضیائی دارالاشاعت، انجمن ضیاء طیبہ

انتساب

بحضور!

سیّد الشہداء .... راکب دوش مصطفی ﷺ .... نور نظر حبیب خدا ﷺ....

دلبند سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ.... جگر گوشہ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا....

راحت جان حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ.... سیّد شباب اہل جنت.... امام عالی مقام....

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

.....اور.....

اپنے اباجی قبلہ.... شیخ الحدیث والتفسیر .... فاتح رفض وخروج.... استاذ الاساتذہ مناظر اعظم.... شیخ طریقت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ....

جن کی زندگی خوارج، دشمنانِ اہلبیت سے مناظرے کرتے گذری۔

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

گر قبول افتد زہے عزو شرف

سگان کوچہ اہل بیت نبوت کا ادنیٰ پابوس

محمد اکرام المحسن فیضی غفرلہ

پیش لفظ

انجمن ضیاء طیبہ کی نسبت ایسی ذات گرامی (حضور قطب مدینہ علیہ الرحمہ والرضوان) سے ہے جس کے باعث مختصر عرصہ میں انجمن کو ۴۸ مطبوعات پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے جبکہ بعض مطبوعات دوسری اور تیسری مرتبہ بھی زیور طباعت سے آراستہ ہوچکی ہیں۔ انجمن کی شاندار و جاندار کتب میں ''میلاد النبی کب سے مطالعہ تاریخی تسلسل''، ''عید میلاد النبی اور دہشت گردی''، ''کس کے لیے اللہ ہی کافی ہے''، ''اہانت رسول کی عالمی مہم'' اور ''مسلک کیا؟ کیوں؟ کونسا؟'' کو بے حد پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ جبکہ آخر الذکر (مسلک کیا؟ کیوں؟ کونسا؟) اس مختصر مگر پر اثر رسالہ کی مقبولیت کا یہ عالم ہوا کہ اسے انڈیا میں بھی شائع کیا گیا۔ پاکستان میں کئی اداروں نے مثلاً ''مجلس رضا کراچی'' اور ''انجمن انوار القادریہ'' نے بھی شائع کیا۔

پیش نظر رسالہ ''ذاکر نائیک کی یزید سے محبت'' نہایت تحقیقی اور وقیع علمی تصنیف ہے۔ ضیائی دارالافتاء کے مسند نشین فاضل جلیل، عالم نبیل حضرت علامہ مفتی محمد اکرام المحسن فیضی مدفیوضھم نے یزید کی مذمت اور یزید کے چاہنے والوں کی مذمت میں قلم اُٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول عام عطا فرمائے۔ آمین

سیّد اللہ رکھا قادری ضیائی

خادم...انجمن ضیاءِ طیبہ

۸ر ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ، ۱۵ر اپریل ۲۰۰۸ء

تقریظ

شیخ الحدیث، استاذ العلماء

حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل رضوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

شیخ الحدیث ورئیس دارالافتاء، دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی

محترم ومکرم مولانا مفتی محمد اکرام المحسن فیضی صاحب کا رسالہ "ذاکر نائیک کی یزید سے محبت" کو کئی مقامات سے پڑھا ہے اس کتاب میں ائمہ کرام اور علمائے عظام کے اقوال مع حوالہ درج ہیں مولانا موصوف نے تحریر میں خوب عرق ریزی کی ہے کسی معترض کے لیے گنجائش نہیں رکھی۔

میں بارگاہ رب العزت میں دعا گو ہوں کہ موصوف کی اس کتاب کو مقبول عام وخاص بنائے بنائے اوران کی سعی کو قبول فرمائے۔

فقط

محمد اسماعیل غفرلہ

خادم الحدیث

دارالعلوم امجدیہ

تقریظ

محقق اہلسنّت حضرت علامہ مولانا نسیم احمد صدیقی نوری مدظلہ العالی

نحمدہٗ ونستعینہ ونستغفرہ ونصلّی ونسلّم علی رسولہ الکریم وعلی عترتہ العظیم وعلی اصحابہ اجمعین○

فقیر، حقیر، پر تقصیر بندۂ بے توقیر مفتیٔ اعظم (شہزادہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا اسیر، اس قابل کہاں؟ کہ علمی اور وقیع کتب ورسائل پر کلمات تقریظ تحریر کرسکے۔ راقم کو اپنی بے بضاعتی اور کم علمی کا احساس ہے، لیکن ساتھ ہی اپنی نسبت غلامی پر ناز ہے، یہی صدقہ وفیض مفتی اعظم ہے کہ احباب میں کچھ عزت ہے۔ اللہ تعالیٰ روز محشر بھی رسوائی سے بچائے۔ آمین

راقم نے حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اکرام المحسن فیضی مدظلہ العالی کی حال ہی میں تصنیف کردہ کتاب "ذاکر نائیک کی یزید سے محبت" کو بعض مقامات سے پیراگراف کا مطالعہ کیا، بہ اعتبار عنوان حضرت مولانا زید مجدہ نے خوب انصاف فرمایا ہے۔ کتبِ معتبرہ ومستندہ سے دلائل کے انبار لگادیئے ہیں۔ یقیناً یہ تحقیقی رسالہ عوام وخواص دونوں کے لیے یکساں مفید ہے بلکہ طالبانِ تحقیق کے لیے حرف آخر اور قول فیصل ثابت ہوگا۔ (ان شاءاللہ عزوجل)

ہمارے معاشرے کا یہ المیہ ہے کہ ابلاغیات کے ذرائع سے جو معروف و مشہور ہو، اُسے ہی ''شیخ اکبر'' اور ''عالِم کبیر'' سمجھا جاتا ہے۔ خواہ اُسے ''علم'' کی لفظی ترکیب کی ابجد سے بھی آگاہی نہ ہو۔ الیکٹرانک میڈیا سے بعض مبلغین ومقررین اپنے خطابات میں عقائد اسلامیہ کے خلاف کلام کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے مسلّمہ نظریات میں فساد برپا کرنے کے لیے پُر فتن خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ ایسے نمائشی مبلّغین، ذاکرین، مقررین، علماءِ دین، مفتیان شرع متین اور نمائشی مشائخ ومتصوفین عالمی سطح پر امریکی ایجنڈے پر کام کررہے ہیں۔

اس کی تصدیق کے لیے ایک امریکی مصنف ''جے۔ آر۔ کوئنل'' کی کتاب ''دی مہدی'' (The Mehdi) کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ نیز امریکہ کے سابق وزیر خارجہ ھنری کسنجر (جو یہودی تھا) کے خطوط بنام سابق وزیر اعظم برطانیہ ''مارگریٹ تھیچر'' کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ اقوام یورپ وامریکہ یہ چاہتے ہیں کہ ملتِ اسلامیہ ''جذبوں اور ولولوں'' سے تہی دامن ہوجائے اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب مسلمانوں کے نزدیک ان کے علامتی کرداروں کی وقعت کو کم کیا جائے یا ان ''ہیروز'' کے مقابل کے شکستہ کردار کی تعمیر کے لیے ناکام اور ناپاک جسارتیں کی جائیں۔ اسی مقصد کو پورا کرنے کے لیے ایک بدعقیدہ وبدباطن شخص ''ذاکر نائیک'' نے ۹/دسمبر ۲۰۰۷ء بروز اتوار ''Peace ٹی وی'' پر اپنے بیان میں سیّدنا امام عالی مقام، شہزادہ خیر الانام، سبط رسول صلی اللہ علیہ وسلم، جگر گوشۂ بتول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاکیزہ اقدامات کو بطور تحقیر محض سیاسی قرار دینا، واقعۂ کربلا کو حصول اقتدار کا شاخسانہ قرار دینا اور یزید کا احترام سے نام لینا اور رحمت ورضوان کے لاحقے اس کے نام کے ساتھ استعمال

کرنا۔ اسی امر کی جانب اشارہ کرتا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے عقیدت کم ہو جبکہ ملت اسلامیہ، سیّد السادات، محبوب کائنات حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جذباتی وابستگی کا رشتہ قائم کیے ہوئے ہے اور امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ "صبر"، "رضا"، "وفا"، "پاسبان شریعت"، "شجاعت"، "کلمۂ حق" اور "انا من حسین" کی علامت بن کر صبح قیامت تک کے لیے استعارہ ہیں۔

ذاکر نائیک کے پیش رو بعض مفسدین بھی اسی بد اعتقادی کی فکر سے اسلامیان عالم اسلام کے معتقدات و معمولات کو نقصان پہنچانے کی سعیِ لاحاصل میں مصروف رہے بالآخر منوں مٹی میں دفن ہو گئے۔

اس اجمال کی تفصیل کے لیے خاتم المحققین، ممتاز المحدثین، سند العلماء واصلین، فاتح وھابیین وناصبیین حضرت علامہ فہامہ مولانا محمد منظور احمد فیضی قدس السرہ القوی کی محققانہ تصنیف لطیف "تعارف چند مفسرین، محدثین، مؤرخین" سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

یزید پلید ملعون پر لعنت کرنے کے حق میں اکثر علماء ومحدثین کا اتفاق ہے۔ کچھ خاموش ہیں اور جو چند گریزاں ہیں تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ "یزید مستحق لعنت نہیں تھا" بلکہ وجہ ان کی احتیاط پسند ہے۔ قرآن مجید میں بیالیس ۴۲ مقامات پر کلمہ "لعنت" مختلف اشتقاقی اور مفعولی حالتوں میں آیا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو جس طرح کے کردار کے لیے کلمہ "لعنت" قرآن مجید میں مستعمل ہوا، فقیر کے نزدیک وہ تمام عیوب یزید میں پائے جاتے تھے۔ اس مختصر تحریر میں تفصیل کی گنجائش نہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مفتی محمد اکرام المحسن فیضی زید مجدہ کے قلم فیض رقم کو قراطیس پر اسی طرح جاری فرمادے جیسا کہ آپ کے جد بزرگوار حضرت علامہ محمد منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ کا قلم شہسوار قرطاس واوراق کی طرح دوڑتا تھا۔

آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین○

محتاج دعاخادم العلماء
سگ درگاہ مفتی اعظم
احقر نسیم صدیقی نوری غفرلہ
۸ / ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ
۱۵ / اپریل ۲۰۰۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رحمۃللعلمین
وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین اما بعد

فرمان باری تعالیٰ ہے:

قل لااسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی.[1]

ترجمہ کنزالایمان:

"تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔"

اس آیت کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر اور حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

الا ان تودوا قرابتی وعترتی وتحفظونی فیھم.

کہ میں تم سے اتنا چاہتا ہوں کہ تم میرے قرابت داروں اور میری اولاد سے محبت کرو اور ان کے معاملے میں میرا لحاظ کرو۔[2]

ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا:

1۔ پارہ ۲۵ سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۲۳۔

2۔ تفسیر مظہری جلد ۸ صفحہ ۳۱۸۔

یارسول اللہ من قرابتك ھٰؤلآء قال علی وفاطمۃ وابناھما.

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے قرابت داروں سے کون لوگ مراد ہیں فرمایا علی، فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے (حسنین کریمین) رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔[1]

آیت مبارکہ اور اس کی تفسیر سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ عترت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت ہر مومن کے لیے واجب ہے اور بخشش ومغفرت کا وسیلہ ہے۔

عارف باللہ، سید المکاشفین حضرت سیّدنا شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نقل فرماتے ہیں:

حرمت الجنۃ علی من ظلم اھل بیتی واذانی فی عترتی.

اس شخص پر جنت حرام کر دی گئی جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور مجھے میری عترت کے بارے میں تکلیف دی۔[2]

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ان لوگوں کے لیے عبرت ہے جو یزید پلید کو امیر المؤمنین، خلیفہ برحق، پرہیز گار، جنتی اور اس کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہتے اور سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید پلید کے درمیان جنگ کو ایک "سیاسی جنگ" قرار دیتے ہیں۔

1۔ تفسیر مظہری، جلد ۸ صفحہ ۳۱۸ طبع کوئٹہ۔

2۔ تفسیر ابن عربی جلد ۲ صفحہ ۴۳۳ طبع بیروت، بحوالہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۱ صفحہ ۴۰۔

ان خارجیوں ناصبیوں کی فہرست تو طویل ہے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے کہ ان کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ بھی اس میں داخل ہیں اور ہماری اس کتاب کی اصل وجہ ذاکر نائیک ناصبی خارجی ہے جو بعض مسائل میں ائمہ اسلام سے اختلاف کرتا ہے اور اسلام کے نام پر خارجیت کو بھی فروغ دے رہا ہے چنانچہ اس ذاکر نائیک یزیدی نے 9 دسمبر 2007ء بروز اتوار Peace ٹی وی پر اپنے براہ راست پروگرام میں ایک سوال کے جواب میں کہا کہ کربلا کے میدان میں ایک سیاسی جنگ تھی اور یزید کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جائے۔

(۱) ان کے سرپرستوں میں امام الوہابیہ ابن تیمیہ بھی یزید کا محب ہے ناصبی وخارجی ہے چنانچہ شیخ الحدیث والتفسیر، استاذالاساتذہ، مناظر اعظم بیہقیٔ وقت حضرت علامہ مفتی محمد منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ ابن تیمیہ کے عقائد و نظریات کی فہرست میں لکھتے ہیں کہ ابن تیمیہ کا قول ہے کہ "لڑائی کی ابتداء حضرت معاویہ نے نہیں کی بلکہ حضرت علی نے کی لہٰذا باغی گروہ حضرت علی کا ہوا نہ معاویہ کا"[1]

اور ابن تیمیہ کا قول ہے کہ "یزید بالکل فاسق وفاجر نہیں تھا وہ قائد صحابہ تھا چھڑی مارنے والا واقعہ بھی غلط ہے"۔[2]

(۲) مولوی حسین علی واں بھچروی لکھتا ہے:

کور کورانہ مرودر کربلا
تانیفتی چو حسین اندر بلا[3]

1۔ منہاج السنۃ لابن تیمیہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۱ تا ۲۲۶ تعارف چند مفسرین، محدثین، مؤرخین کا صفحہ ۱۰۶۔ کتاب امام ابن تیمیہ صفحہ ۱۰۶۔

2۔ کتاب امام ابن تیمیہ صفحہ ۵۰۲، تعارف چند مفسرین، محدثین، مؤرخین کا صفحہ ۱۰۶۔

3۔ بلغۃ الحیران صفحہ ۳۹۹۔

یعنی اندھا اندھوں کی طرح کربلا میں نہ جا
جونہ پڑے تو حسین کی طرح مصیبت میں

(معاذاللہ)

(۳) مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتا ہے:
محرم میں ذکر شہادت حسنین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔[1]
اور یہی گنگوہی صاحب۔
سوال: ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں؟
جواب: اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں۔[2]
(۴) بہت سے مسلمان حضرت حسین کو امام عالی مقام کہتے ہیں جبکہ حقیقت میں امت کی قیادت وامامت کرنا ان کے حصہ میں کبھی نہ آیا وہ تو سرے سے امام نہیں عالی مقام تو دور کی بات ہے۔[3]
(۵) ابو یزید محمد دین بٹ لکھتا ہے: امام حسین کو جلیل القدر صحابی کہنا محض غلط ہے۔[4]

1۔ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۳۵۔
2۔ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۷۴۔
3۔ شیعت کے داغ صفحہ ۵۳،۵۲
4۔ رشید ابن رشید صفحہ ۷۳۔

(٦) محمود احمد عباسی ناصبی لکھتا ہے: علی کی سیاست ناکام تھی علاوہ بریں وہ خود اپنی رائے پر قائم نہ رہتے۔[1]

یہ عباسی ناصبی لکھتا ہے۔ بہر حال حسین نے اپنے خروج میں بہت بڑی غلطی کی جس کی وجہ سے امت میں تفرقہ واختلاف کا ایسا وبال پڑا کہ الفت و محبت کے ستون متزلزل ہیں۔[2]

یہ سب عبارتیں بغض اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہ پر مشتمل ہیں اب ذرا ان ناصبیوں کی یزید سے محبت کا بھی اندازہ لگائیں۔

(۱) کتاب رشید ابن رشید (ابو یزید محمد دین بٹ) کا ٹائیٹل

"امیر المؤمنین یزید رضی اللہ عنہ"

امیر المؤمنین سیدنا یزید رضی اللہ عنہ و صلی اللہ امیر المؤمنین (یزید) واحسن الجزاء

(ٹائیٹل کتاب رشید ابن رشید)

(۲) کسی دوسرے شخص کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ حضرت حسین کے ایک معاصر اور رشتہ دار کو جس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جن کے سینے مشکوٰۃ نبوت کے نور سے منور تھے تعاون فرمایا اس کی بیعت کی اس کو امیر المؤمنین کے خطاب سے نوازا اس کی امامت میں نمازیں اور مناسک حج ادا کیے جس سے خدائے واحد کے دین متین کو فائدہ پہنچا جس شخص نے عام انسانوں پر احسان کیے ایسے شخص کو بد فطرت دین میں تفرقہ ڈالنے والے کوفیوں کے بہکانے

1۔ تحقیق مزید صفحہ ٢١٠۔
2۔ تحقیق مزید صفحہ ٢۴۴۔

میں آکر برا کہے اور اصحاب نبی پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مسلک پر حملے کرے اس سے زیادہ گمراہی اور کیا ہو سکتی ہے کہ صحابۂ کرام کے امیر پر ناروا حملے کیے جائیں۔[1]

(۴) اور اسی طرح حافظ الدنیا علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف "لسان المیزان" جو کہ داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان سے ۲۱۶ء میں طبع ہوئی اس کی تحقیق کرنے والے "محمد عبدالرحمن المرعشلی" نے بھی یزیدی کردار ادا کیا ہے چنانچہ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماء الرجال میں یزید کے بارے میں لکھا کہ اس سے روایت نہ لی جائے اور اس کے ساتھ یزید کا کردار بھی لکھا ہے اس پر "محمد عبدالرحمن المرعشلی" نے یزید پلید کے ساتھ اپنی والہانہ محبت کا اظہار کرتے ہوئے اسے "جنتی" اور متّقی، پرہیزگار اور اس کے نام کے ساتھ "رحمہ اللہ" لکھا ہے جو یقیناً اس کی یزید پلید کے ساتھ محبت کا ثبوت ہے اور اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کے ساتھ بغض و عناد کی علامت ہے۔

(۵) حکیم فیض عالم صدیقی یزیدی نے اپنی کتاب "عترت رسول" میں متعدد مقامات پر یزید پلید کو "امیر المؤمنین" اور "رحمہ اللہ" اور "رضی اللہ عنہ" لکھا ہے جو اس کی یزید پلید سے محبت اور اس کے خارجی ہونے کی بین دلیل ہے۔

(۶) ابو صہیب رومی فاضل دیوبند اپنی کتاب "شہید کربلا اور یزید" میں یزید پلید کو "جنتی" اور اسے بخشا ہوا اقرار دیا۔

1۔ رشید ابن رشید صفحہ ۳۴۔

اب اس کتاب کو پڑھنے سے آپ کو معلوم ہو گا

کیا یزید پلید قطعی جنتی ہے؟

اور کیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی یزید پلید کے ساتھ جنگ "سیاسی" تھی؟

اور کیا یزید پلید کو رضی اللہ عنہ یا امیر المؤمنین کہنا جائز ہے؟

راقم محقق اہل سنّت حضرت علامہ مولانا نسیم احمد صدیقی نوری دامت برکاتہم کا بے حد مشکور و ممنون ہے کہ جن کا تعاون اس کتاب میں شامل حال رہا اور جنہوں نے مفید مشوروں سے نوازا، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ان کے علم و عمل اور عمر میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں اے مالک و مولیٰ اپنے پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ طفیل ہم غلامان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حشر حضرت سید الشہداء راکب دوش مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام عالی مقام حضرت امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو اور ان کی محبت میں مدینے میں عافیت کے ساتھ شہادت کی موت نصیب فرما اور یزید پلید کے محبین کا حشر ان کے محبوب یزید پلید کے ساتھ ہو ان کو قیامت میں یزید کی صحبت میں رکھنا۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

اللھم ارزقنا حبک وحب حبیبک وحب آل حبیبک وحب اصحاب حبیبک وحب عمل یقربنا الی حبک

خدایا بحق بنی فاطمہ
کہ برقول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من ودست وداماں آل رسول

یا رب برسالت رسول الثقلین
یارب بغزا کنندہ بدر و حنین
عصیاں مارا دو نیمہ بکن در عرصات
نیم بحسن بخش نیم بحسین

سگانِ کوچہ اہلبیت نبوت کاادنیٰ پابوس
محمد اکرام المحسن فیضی رضوی غفرلہ

یزید کی مذمت آیات قرآنیہ سے

(۱) فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ○[1]

ترجمہ کنز الایمان: تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔

اس آیت کے تحت عارف باللہ مفسر علامہ امام اسماعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ فرماتے ہیں:

بعض ائمہ اہل سنت فرماتے ہیں یزید پر لعنت کی جائے اس لیے کہ یزید اس وقت کافر ہو گیا تھا جب اس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا تھا اور شراب کو حلال قرار دیا تھا۔۔۔صاحب بن عبادہ جب ٹھنڈا پانی پیتے تو کہتے یا اللہ یزید پر نئی لعنت بھیج۔[2]

علامہ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لعنة الله على قاتل الحسين الرضى به فلا كلام فيه (انه جائز) لقوله تعالیٰ الا لعنة الله على الظالمين.

یعنی اللہ کی لعنت ہو قاتل حسین پر یا اس پر راضی ہونے والے پر یہ لعنت جائز ہے اس میں کوئی اعتراض نہیں کیونکہ قرآن میں ظالموں پر اللہ تعالیٰ

1۔ سورۃ البقرۃ الآیۃ ۸۹۔

2۔ تفسیر روح البیان جلد ۱ صفحہ ۱۸۰، ۱۷۹، اہل اسلام کی نظر میں یزید صفحہ ۱۵۲۔

کی طرف سے لعنت آئی ہے۔[1]

فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ○[2]

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا تمہارے لچھن (کردار) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے دار کاٹ دو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں حق سے بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

ان آیات کی تفسیر میں مشہور مفسر علامہ امام سیّد محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ فرماتے ہیں:

وعلى هذاالقول لاتوقف فى لعن يزيد لكثرة اوصافه الخبيثة وارتكابه الكبائر فى جميع ايام تكليفه .....

وانا اذهب الى جواز لعن مثله على التعيين ولولم يتصوران يكون له مثل من الفاسقين والظاهر انه لم يتب واحتمال توبته اضعف من ايمانه ويلحق به ابن زيادوابن سعد وجماعة فلعنة الله عزوجل عليهم اجمعين وعلى انصارهم واعوانهم وشيعتهم ومن مال اليهم الى يوم الدين.

1۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۷ بحوالہ اہل اسلام کی نظر میں یزید صفحہ ۱۵۲۔

2۔ سورۃ محمد الآیۃ ۲۳،۲۲۔

یعنی سورۃ محمد کی ان آیات سے استدلال کیا گیا ہے کہ یزید پر لعنت جائز ہے اور میں یزید جیسے فاسق، فاجر پر لعنت شخصی کی طرف جاتا ہوں کیونکہ یزید کی توبہ کا احتمال اس کے ایمان کے احتمال سے بھی زیادہ ضعیف ہے اور یزید کے ساتھ ابن زیاد، ابن سعد، اور یزید کی ساری جماعت شریک ہے پس اللہ کی لعنت ہو ان سب پر اور ان کے مددگاروں پر اور ان کے حامیوں پر اور ان کے گروہ پر اور قیامت تک جو بھی ان کی طرف مائل ہو ان سب پر اللہ کی لعنت ہو۔[1]

مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۳۷ھ فرماتے ہیں:

واتفقوا علی جواز اللعن علی من قتل الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ او امر بہ او اجازہ او رضی بہ کما قال سعد الملۃ والدین التفتازانی الحق ان رضی یزید بقتل الحسین استبشارہ واھانہ اھل البیت النبی علیہ السلام مما تواتر معناہ وان کان تفاصیلہ آحاد فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی انصارہ واعوانہ.

یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل یا جس نے اس کا حکم دیا یا اجازت دی یا اس پر راضی ہوا ان سب پر لعنت کرنے کے جواز پر اتفاق ہے جیسا کہ سعد الملۃ والدین علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حق یہ ہے کہ یزید حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی تھا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ متوفی ۲۴۱ھ نے اپنے فرزند کو فرمایا:

ولم لا یلعن من لعنہ اللہ فی کتابہ فقلت واین لعن اللہ یزید فی کتابہ فقال فی قولہ تعالیٰ فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی

1۔ تفسیر روح المعانی جلد ۲۶ صفحہ ۷۲ تا ۷۴۔

الارض وتقطعوا ارحامکم اولئك الذین لعنھم الله فاصھم واعمی ابصارھم.

کیوں لعنت نہ کی جائے اس یزید پر جس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں لعنت کی ہے آپ کے بیٹے نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہاں یزید پر لعنت کی ہے آپ نے فرمایا سورۃ محمد کی ان آیات میں فھل عسیتم۔[1]

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۲۵ھ نے تفسیر مظہری میں بھی امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا یہی قول نقل فرمایا ہے۔

قارئینِ محترم! ذرا اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت کی روشنی میں غور فرمائیں کہ ان آیاتِ کریمہ اور اس کی تفسیر میں یزید کی کس قدر مذمت کی گئی ہے اور ائمہ نے یزید پلید پر لعنت کا قول کیا ہے لیکن آج کے خود ساختہ دانشور ذاکر نائیک نے اس کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے اس یزید پلید کے نام کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" کا استعمال کیا ہے یہ ذاکر نائیک کی اہلبیت اطہار سے بغض اس کے خارجی ہونے کی علامت نہیں تو اور کیا ہے۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ بَدَّلُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ کُفۡرًا وَّ اَحَلُّوۡا قَوۡمَھُمۡ دَارَ الۡبَوَارِ ۙ۝ جَھَنَّمَ ۚ یَصۡلَوۡنَھَا ؕ وَ بِئۡسَ الۡقَرَارُ ۝

ترجمہ کنزالایمان: کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنھوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر لا اتارا وہ جو دوزخ ہے اس کے اندر جائیں گے اور کیا ہی بری ٹھہرنے کی جگہ۔[2]

1۔ الصواعق المحرقہ صفحہ ۲۲۲ طبع ملتان۔

2۔ سورۃ ابراہیم الآیۃ ۲۸،۲۹۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۲۵ھ اس کے تحت فرماتے ہیں:

ابن مردویہ کی روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ "الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا" سے کون لوگ مراد ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قریش کے دو قبیلے جو سب سے زیادہ بدکار تھے یعنی بنی مغیرہ اور بنی امیہ بنی مغیرہ کے شر سے تو بدر کی لڑائی میں تمہاری حفاظت ہو چکی ہے اور بنی امیہ کو ایک وقت تک مزے اڑانے کا موقع دیا گیا ہے امام بغوی نے بھی اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے۔

ابن جریر، ابن المنذر ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ نے اسی طرح کا قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت بھی مختلف روایات سے نقل کیا ہے اور حاکم نے اس کو بھی صحیح کہا۔

میں (قاضی ثناء اللہ پانی پتی) کہتا ہوں بنی امیہ کو حالت کفر میں مزے اڑانے کا موقع دیا گیا یہاں تک کہ ابوسفیان، معاویہ، عمرو بن عاص، وغیرہ مسلمان ہو گئے۔ پھر یزید اور اس کے ساتھیوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اہل بیت کی دشمنی کا جھنڈا انہوں نے بلند کیا آخر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ظلماً شہید کر دیا اور یزید نے دین محمدی کا ہی انکار کر دیا اور حضرت امام حسین کو شہید کر چکا تو چند اشعار پڑھے جن کا مضمون تھا آج میرے اسلاف (کافر) ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور بنی ہاشم سے ان کا کیسا بدلہ لیا ہے یزید نے جو اشعار کہے تھے ان میں آخری یہ تھا۔

ولست من جندب ان لم انتقم
من بنی احمد ما کان فعل

احمد (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو کچھ (ہمارے بزرگوں) کے ساتھ بدر میں کیا اگر احمد کی اولاد سے میں نے اس کا انتقام نہ لیا تو میں بنی جندب سے نہیں ہوں۔

یزید نے شراب کو بھی حلال قرار دیا تھا شراب کی تعریف میں چند شعر کہنے کے بعد آخری شعر میں اس نے کہا تھا۔

فان حرمت یوماً علی دین احمد
فخذھا علی دین مسیح ابن مریم

یعنی اگر شراب دین احمد میں حرام ہے (تو ہونے دو) مسیح بن مریم کے دین (عیسائیت) کے مطابق تم اس کو (حلال سمجھ کر) لے لو۔

یزید اور اس کے ساتھیوں اور جانشینوں کے یہ مزے ایک ہزار مہینے تک رہے اس کے بعد ان میں سے کوئی نہ بچا۔[1]

قارئین حضرات! آپ نے تفسیر ملاحظہ فرمائی کہ یزید پلید نے سیّد الشہداء حضرت امام عالی مقام سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرانے کے بعد اپنے اشعار میں کہا کہ میں نے اپنے بزرگ کفار مکہ (جو غزوۂ بدر میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہاتھوں واصل جہنم ہوئے) کا بدلہ لیا ہے اور اسی طرح اس نے شریعت محمدیہ کی نافرمانی کرتے ہوئے شراب کو حلال کر دیا

1۔ تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۲۷۱ بحوالہ اہل اسلام کی نظر میں یزید صفحہ ۱۵۷۔

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ اسی وجہ سے اس کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی تھی کہ اس کا کردار درست نہ تھا لیکن ذاکر نائیک کہتا ہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے درمیان ایک "سیاسی جنگ" تھی۔

(۴) وَ مَنۡ یَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیۡهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیۡمًا۝[1]

ترجمہ کنزالایمان: اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیے تیار کر رکھا ہے بڑا عذاب۔

علامہ حافظ ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ نے لکھا ہے۔

ثم کتب یزید الی ابن زیاد اذا قدمت الکوفة فاطلب مسلم بن عقیل فان قدرت علیه فاقتله.

یعنی یزید نے ابن زیاد کو حکم دیا تھا کہ جب تو کوفہ پہنچ جائے تو مسلم بن عقیل کو تلاش کر کے قتل کر دینا۔[2]

ابن زیاد نے (یزید کے حکم کے مطابق) حضرت مسلم کو شہید کرایا، ابن زیاد نے حضرت ھانی کو سوق الغنم میں شہید کرایا۔[3]

یزید نے ان بزرگوں کو قتل کر دینے پر ابن زیاد کا شکریہ ادا کیا۔[4]

1۔ سورۃ النساء الآیۃ ۹۳۔

2۔ البدایہ والنھایہ جلد ۸ صفحہ ۱۵۲ بحوالہ اہل اسلام کی نظر میں یزید صفحہ ۱۵۷۔

3۔ ملاحظہ ہو البدایہ والنھایہ جلد ۸ صفحہ ۱۵۷، اہل اسلام کی نظر میں یزید صفحہ ۱۵۸۔

4۔ شہید کربلا صفحہ ۴۵ اہل اسلام کی نظر میں یزید صفحہ ۱۵۸۔

یزید نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے شہید کیے جانے کو پسند کیا اور اس پر خوش ہوا۔[1]

یزید پلید نے مدینہ منورہ کو تباہ کرنے کے لیے شامیوں کا ایک بہت بڑا لشکر بھیجا جس کی تعداد دس ہزار سے لیکر پندرہ ہزار تھی یزید کی اس فوج نے اکابر، مہاجر، انصار، اور شرفاء و موالی سے سات سو اور آزاد غلاموں سے دس ہزار کو قتل کر دیا۔[2]

اور ان میں سات سو قاری اور تین سو صحابی تھے۔[3]

محقق علی الاطلاق، امام المحدثین حضرت سیّدنا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ نے علامہ امام قرطبی سے شہداء حرہ کے جو اعداد و شمار نقل کیے ہیں ان کی تعداد بارہ ہزار چار سو ستانوے ہے۔[4]

قارئینِ محترم! یزید پلید نے بے شمار قتل کرائے ان میں اہلبیتِ اطہار اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی شامل ہیں کیا ذاکر نائیک کی نگاہ میں ان ائمہ کرام علیہم الرحمہ کی عبارتیں نہیں گذری تو کیا اب ہم ان ائمہ کرام علیہم الرحمہ کے فرامین کو صحیح جانیں گے یا اس دور کے یزید کے محب ذاکر نائیک کی ہرزہ سرائی کو درست سمجھیں گے یقیناً صاحب علم اور سچا مسلمان اور اہل بیت کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا محب ان ائمہ کرام علیہم الرحمہ کی تحقیق کو ہی درست سمجھے گا نہ کہ اس ذاکر نائیک کی ہرزہ سرائیوں کو مانے گا۔

1۔ البدایہ والنھایہ جلد ۸ صفحہ ۲۳۲۔
2۔ البدایہ والنھایہ جلد ۸ صفحہ ۲۲۱ بحوالہ اہل اسلام کی نظر میں یزید صفحہ ۱۵۹۔
3۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۴۱ دلائل النبوۃ جلد ۶ صفحہ ۴۷۴۔
4۔ جذب القلوب صفحہ ۴۲، ۴۱ بحوالہ اہل اسلام کی نظر میں یزید ۱۵۹۔

(۵) اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ۝[1]

ترجمہ کنزالایمان: بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیّد الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ایذاء دینادر حقیقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا (تکلیف) دینا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الا من اذی قرابتی فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ

جس نے میرے رشتہ داروں کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی تو اس نے اللہ کو ایذا دی۔[2]

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یافاطمۃ ان اللہ یغضب لغضبك ویرضی لرضاك فمن آذی احدا من ولدھا فقد تصرض لھذا الخطر العظیم

اے فاطمہ جس سے تو ناراض ہو گئی اس سے اللہ بھی ناراض ہو گیا اور جس سے تو راضی ہو جائے اس سے اللہ بھی راضی ہو جاتا ہے پس جس نے فاطمہ کی اولاد کو ایذا دی تو اس نے فاطمہ کو ناراض کر کے بہت بڑا خطرہ مول لیا ہے۔[3]

1۔ احزاب الآیۃ ۵۷۔

2۔ الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۴۵ طبع ملتان۔

3۔ الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۷۵۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انا حرب لمن حارب بھم وسلم لمن سالمھم وعدو لمن عاداھم

جو علی، فاطمہ، حسن، حسین سے جنگ کرے گا میں اس سے جنگ کروں گا اور جو ان سے صلح کرے گا میں اس سے صلح کرونگا اور جو ان سے دشمنی رکھے گا وہ میرا بھی دشمن ہے۔[1]

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضھما فقد ابغضنی

جس نے حسن، حسین سے محبت کی تو اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔[2]

محقق علی الاطلاق، برکتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الہند، امام المحدثین حضرت سیّدنا ومولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ متوفی ۱۰۵۲ھ ارشاد فرماتے ہیں:

ایک طبقہ کی رائے یہ ہے کہ قتل حسین رضی اللہ عنہ دراصل گناہ کبیرہ ہے کیونکہ ناحق مومن کا قتل کرنا گناہ کبیرہ میں آتا ہے کفر میں نہیں آتا مگر لعنت تو کافروں کے لیے مخصوص ہے ایسی رائے کا اظہار کرنے والوں پر افسوس ہے وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام سے بھی بے خبر ہیں کیونکہ حضرت فاطمہ اور ان کی اولاد سے بغض وعداوت اور انہیں تکلیف دینا توہین کرنا باعث ایذا وعداوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس حدیث کی روشنی میں یہ حضرات، یزید کے متعلق کیا

1۔ ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۸، مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۰، الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۴۴۔

2۔ مسند احمد، حاکم مستدرک، ابن ماجہ، الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۶۱۔

فیصلہ کریں گے؟ کیا اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عداوت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کفر اور لعنت کا سبب نہیں ہے؟ اور یہ بات جہنم کی آگ میں پہنچانے کے لیے کافی نہیں؟

آیت کریمہ ملاحظہ ہو:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ الخ[1]

حضرات قارئین کرام! اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت در حقیقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے اور ان کے ساتھ بغض رکھنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض رکھنا ہے اور ان کو ایذا پہنچانا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانا ہے ان لوگوں کے لیے اور بالخصوص ذاکر نائیک کے لیے مقام عبرت ہے جو یزید کی محبت میں گرفتار ہیں اور اس کو قطعی "جنتی" قرار دیتے ہیں۔

(۲) فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّاۙ

ترجمہ کنزالایمان: اور ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہش کے پیچھے ہوئے عنقریب وہ دوزخ میں غیَ کا جنگل پائیں گے۔[2]

1۔ تکمیل الایمان صفحہ ۱۷۸ بحوالہ اہل اسلام کی نظر میں یزید ۱۶۲۔

2۔ سورۃ مریم الآیۃ ۵۹۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یکون خلف بعد ستین سنۃ اضاعوا الصلوٰۃ واتبعو االشھوات فسوف یلقون غیا ثم یکون خلف یقرؤون القرآن لایعدو تراقیھم ویقرء القرآن ثلاثۃ مومن، منافق وفاجر

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا سن ساٹھ کے بعد ناخلف ہوں گے جو نماز کو ضائع کریں گے اور خواہشوں کے پیچھے چلیں گے پس وہ عنقریب غی (کے گڑھے) میں ڈال دیے جائیں گے۔ [1]

فرمانِ خدا اور فرمانِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں بے نمازی کے لیے کس قدر وعید ہے اور یزید بھی بے نمازی تھا جیسا کہ آگے آرہا ہے اور حضرت امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسی وجہ سے اس کی بیعت نہ کی اور اب ذاکر نائیک کہتا ہے کہ ان کے درمیان ایک "سیاسی جنگ" تھی جو اس کی کم علمی اور یزید پلید سے محبت کی بین دلیل ہے۔

1۔ مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۳۸،۳۹، البدایہ والنھایہ جلد ۶ صفحہ ۲۲۸۔ جلد ۸ صفحہ ۲۳۰، دلائل النبوۃ جلد ۶ صفحہ ۴۲۵، خصائص کبری جلد ۲ صفحہ ۱۳۹ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۱۳۲ طبع قدیم تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۱۷۳ طبع دمشق وریاض۔

یزید احادیث کی روشنی میں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان ومایکون کا علم عطا فرمایا تھا آپ نے مخلوقات کی ابتداء سے لے کر جنتیوں کے جنت میں جانے اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کے سب حالات اپنے صحابہ کے سامنے بیان فرمادیے تھے۔

چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں ایک جگہ قیام فرمایا:

فاخبرناعن بداء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم.

پس ہم کو ابتداء خلق سے خبر دی یہاں تک کہ جنتی لوگ اپنی منزلوں میں پہنچ گئے اور جہنمی اپنی منزلوں میں یعنی روز اول سے دخول جنت و دوزخ کے تمام تفصیلی حالات بیان فرمادیے۔[1]

اس حدیث کی شرح میں امام عینی حنفی علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی علامہ امام کرمانی، علامہ یعقوب البمبانی ملا علی قاری حنفی علیہم الرحمہ فرماتے ہیں:

1۔ صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۴۵۳ کتاب بداء الخلق مطبوعہ نور محمد اصح المطابع مشکوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۰۶ مقام رسول صفحہ ۵۳۰۔

فيه دلالة على انه اخبر فى المجلس الواحد بجميع احوال المخلوقات من ابتدائها الى انتهائها.

اس حدیث شریف میں اس بات پر دلالت ہے کہ بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ہی مجلس میں ابتداء مخلوقات سے لے کر انتہاء مخلوقات تک تمام مخلوقات کے سب حالات سے خبر دے دی۔ [1]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاما ماترك شيئاً يكون فى مقامه ذلك الى قيام الساعة الاحدث به.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں قیام فرما کر کسی چیز کو نہ چھوڑا (بلکہ) قیامت تک جو کچھ بھی ہونے والا تھا سب بیان فرما دیا۔ [2]

انہی سے روایت ہے فرماتے ہیں:

ماترك رسول الله من قائد فتنة الى ان تنقضى الدنياء يبلغ من معه ثلث مائة فصاعدا الاقد سماه لنا باسمه واسم ابيه واسم قبيلته.

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اختتام دنیا تک کسی فتنہ کے بانی کو نہ چھوڑا مگر ہمیں اس کا نام اور اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام تک بھی بتا دیا تھا کہ وہ تین سو سے زیادہ ہوں گے۔ [3]

1۔ عمدۃ القاری جلد ۱۵ صفحہ ۱۱۰، فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۲۲۳، مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۳۲۷، مقام رسول صفحہ ۵۳۰۔

2۔ صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۹۰۔

3۔ مشکوٰۃ صفحہ ۴۶۳۔

ان احادیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ ابتداء خلق سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا اور جتنے فتنہ کرنے والے اور فساد کرنے والے تھے ان کے متعلق بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ بتا دیا چنانچہ یزیدی فتنہ کے متعلق بھی آپ نے فرمادیا تھا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لایزال امر امتی قائما بالقسط حتی یکون اول من یثلمه رجل من بنی امیة یقال له یزید

میری امت کا امر (حکومت) عدل کے ساتھ قائم رہے گا یہاں تک کہ پہلا شخص جو اسے تباہ کرے گا وہ بنی امیہ میں سے ہوگا جس کو یزید کہا جائے گا۔

اس حدیث کو ابن منیع اور امام ابو یعلی نے اور امام بیہقی اور محدث ابو نعیم نے روایت کیا۔[1]

محدث امام رؤیانی نے اپنی مسند میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

یقول من یبدل سنتی رجل من بنی امیة یقال له یزید

فرماتے تھے پہلا وہ شخص جو میرے طریقے کو بدلے گا وہ بنی امیہ میں سے ہوگا جس کو یزید کہا جائے گا۔[2]

1۔ مسند ابو یعلی صفحہ ۱۹۹ رقم الحدیث (۸۷۲) مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۲۴۱، لسان المیزان جلد ۶ صفحہ ۲۹۴، البدایہ والنھایہ جلد ۸ صفحہ ۲۶۰، خصائص کبری جلد ۲ صفحہ ۱۳۹، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۵۹، الصواعق المحرقہ صفحہ ۲۲۱، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ ۵۲۹۔

2۔ جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۱۱۵، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۶۰، ماثبت بالسنہ صفحہ ۱۲، الصواعق المحرقہ صفحہ ۲۲۱، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ ۵۲۹۔

حافظ ابو یعلی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جو شخص پہلے پہل میری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنی امیہ میں سے ہو گا امام بیہقی نے آگے فرمایا کہ لگتا ہے کہ وہ یزید ہے۔[1]

اس کو امام ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا:[2]

قارئینِ کرام ! ان تین احادیث صحیحہ میں عالم ماکان ومایکون حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً یزید پلید کی مذمت ہے اور اس فتنے کے متعلق آگاہ فرمادیا کیا ذاکر نائیک ان سے بے خبر ہے جس کو کثیر محدثین نے روایت کیا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگوں میں ایسے فتنے آئیں ہیں جو اندھیری رات کے ایک ٹکڑے کی مانند تھے ..... نبوت منسوخ ہو گئی، بادشاہت آگئی اے معاذ گنتی کرو جب پانچ پر پہنچا تو آپ نے فرمایا یزید اللہ تعالیٰ یزید کو برکت نہ دے پھر چشمان مبارک سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا کہ میرے پاس حسین کی شہادت کی خبر آئی ہے ان کی قبر کی مٹی میرے پاس لائی گئی اور مجھے ان کے قاتل کے بارے میں بتایا گیا معاذ نے کہا کہ جب میں گنتے ہوئے دس تک پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولید ایک فرعون کا نام ہے جو شرائع اسلام کا ہادم ہو گا اور اس کے گھرانے کا ایک آدمی اس کا خون کرے گا۔[3]

1۔ مسند ابو یعلیٰ صفحہ ۱۹۹، رقم الحدیث صفحہ ۸۷۱۔
2۔ دلائل النبوۃ جلد ۶ صفحہ ۴۶۷، خصائص کبری جلد ۲ صفحہ ۱۳۹، البدایہ والنھایہ جلد ۶ صفحہ ۲۲۹ و جلد ۸ صفحہ ۲۳۱۔
3۔ خصائص کبری جلد ۲ صفحہ ۱۳۹، حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۵۶۹۔

حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ (صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم) نے عمرو بن سعد (والی مدینہ منورہ از یزید پلید) کو جب کہ وہ مکہ مکرمہ پر چڑھائی کے لیے فوج کے دستے بھیج رہا تھا فرمایا اے امیر! اجازت دیجیے تاکہ میں تجھے وہ حدیث سناؤں جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے دن کھڑے ہو کر بیان فرمایا تھا اور جس کو میرے دونوں کانوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا اور جس وقت آپ اس کو بیان فرمار ہے تھے تو میری دونوں آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں آپ نے اللہ تعالیٰ کی ثناء کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا ہے لوگوں نے اس کو حرم نہیں بنایا لہٰذا جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ مکہ مکرمہ میں کسی کا خون بہائے اور نہ وہاں کا کوئی درخت کاٹے پھر اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں قتال کرنے کی وجہ سے اس امر کی رخصت چاہے تو اس کو بتادو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اجازت دی تھی مگر تم کو اس کی اجازت نہیں دی اور مجھے بھی گھڑی بھر دن کی اجازت تھی پھر آج اس کی حرمت اسی طرح عود کر آئی ہے جس طرح کل اس کی حرمت تھی اور جو شخص یہاں حاضر ہے وہ یہ بات غائب تک پہنچادے اس پر ابو شریح سے پوچھا گیا کہ عمرو بن سعد یزیدی نے کیا جواب دیا فرمایا اس نے کہا میں تجھ سے زیادہ جانتا ہوں مکہ نہ کسی عاصی کو پناہ دیتا ہے اور نہ ایسے شخص کو جو خون کرکے وہاں سے بھاگ جائے اور نہ اس کو جو چوری کرکے وہاں چلا جائے۔[1]

1۔ بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۱ البدایہ والنہایہ جلد ۱ صفحہ ۲۱۔

عمرو بن یحیی اموی کے دادا سعید نے بتایا کہ میں مروان اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے صادق، مصدوق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لونڈوں کے ہاتھ میں ہے مروان نے کہا چند لونڈوں کے ہاتھ میں حضرت ابوھریرہ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں ان کے نام بھی تجھ کو بتلادوں۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شر کا آغاز سن ساٹھ ہجری سے ہونے والا ہے وہ قریب آگیا ہے اس سے عرب کے واسطے خرابی ہے اس وقت امانت غنیمت ہو جائے گی صدقہ تاوان ہو جائے گا شہادت تعارف کے ساتھ ہو گی اور حاکم اپنے نفس کی خواہش کے مطابق حکمرانی کرے گا۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سن ساٹھ کے آغاز سے تم لوگ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا اس وقت دنیا (حکومت) احمق (یزید) اور بدعادت کے لیے ہو گی۔[3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بارگاہ رب العلمین میں یہ دعا عرض کرتے تھے:

1۔ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۰۹، دلائل النبوۃ جلد ۶ صفحہ ۴۶۵، صحیح ابن حبان جلد ۹ صفحہ ۲۵۱، جامع صغیر جلد ۲ صفحہ ۲۰۲، کتاب الشفاء جلد ۱ صفحہ ۲۲۵، خصائص کبری جلد ۲ صفحہ ۱۳۸، البدایہ والنھایہ جلد ۶ صفحہ ۲۲۸۔

2۔ رواہ حاکم وصححہ خصائص کبری جلد ۲ صفحہ ۱۳۹، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ ۵۲۹۔

3۔ خصائص کبری جلد ۲ صفحہ ۱۳۹ بحوالہ اہل اسلام کی نظر میں یزید صفحہ ۱۸۷۔

اللھم انی اعوذبک من راس الستین وامارۃ الصبیان.

اے اللہ! مجھے پناہ دے ساٹھویں سن سے اور لونڈوں چھوکروں کی حکومت سے۔[1]

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۲۵ھ رقمطراز ہیں کہ چھوکروں کی حکومت سے مراد یزید کی حکومت کی طرف اشارہ ہے۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جلوہ گر ہوئے اور فرمایا عرب کے لیے خرابی ہے اس شر سے جو قریب آگیا ہے خرابی ہے ان کے لیے لونڈوں، بچوں کی امارت سے وہ ان میں خواہشات سے حکومت کریں گے اور ان کو ناراضگی سے قتل کریں گے۔[3]

حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو میں ان کی طبع پرسی کے لیے حاضر ہوا اور کہا:

اللھم اشف اباھریرۃ

اے اللہ! ابوہریرہ کو شفا دے حضرت ابوہریرہ نے فرمایا:

اللھم لاترجھا

اے اللہ ایسا نہ کرنا اور فرمایا اے ابوسلمہ عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ ان کو سرخ سونے سے موت زیادہ پسند ہو گی۔[4]

1۔ البدایہ والنھایہ جلد۶ صفحہ ۲۲۸ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۵۷ الصواعق المحرقہ صفحہ ۲۲۱، تفسیر مظہری جلد ا صفحہ ۱۳۹۔
2۔ تفسیر مظہری جلد ا صفحہ ۱۳۹۔
3۔ البدایہ والنھایہ جلد۸ صفحہ ۱۱۲، بحوالہ اہل اسلام کی نظر میں یزید صفحہ ۱۸۸۔
4۔ البدایہ والنھایہ جلد۸ صفحہ ۱۱۲۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ مدینہ طیبہ کے بازار میں پھرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اے اللہ! مجھ کو ساٹھواں سن نہ پائے اے لوگو! اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے معاویہ کی کنپٹیوں کے بالوں کو مضبوطی سے تھام لو اے اللہ! میں لڑکوں کی امارت کے زمانہ میں زندہ نہ ہوں۔[1]

حارث بن مسکین، سفیان سے اور یہ شبیب سے اور یہ عرقدہ بن المستظل سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا رب کعبہ کی قسم! مجھے علم ہے کہ عرب کب ہلاک ہوں گے جب ان کا حکمران ایسا مرد بنے گا جس نے زمانہ جاہلیت بھی نہ پایا ہو گا اور نہ ہی اسلام سے روشناس ہو گا۔[2]

علامہ ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ یزید بن معاویہ سے اکثر ایسی نازیبا باتیں سرزد ہوئیں جن کی وجہ سے اس سے اظہار نفرت کیا جاتا تھا اور یہ کو وہ شراب نوش تھا اور بعض خواہش کا بھی مرتکب تھا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا قتل تو ایسا ہے جیسا کہ احد کے دن یزید کے دادے ابوسفیان نے کہا تھا لم یامر ولم یسوءٔ۔[3]

قارئین حضرات! علامہ ابن کثیر جن کے علم کو ذاکر نائیک بھی تسلیم کرتا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ یزید شرابی تھا اور بعض خواہشوں کا بھی مرتکب

1۔ دلائل النبوۃ جلد ۶ صفحہ ۴۶۶، خصائص کبری جلد ۲ صفحہ ۱۳۹ البدایہ والنہایہ جلد ۶ صفحہ ۲۲۹۔

2۔ البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۳۲، ۲۳۱۔

3۔ البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۳۲ بحوالہ اہل اسلام کی نظر میں یزید صفحہ ۲۹۴۔

تھا اس کے باوجود ذاکر نائیک یزید پلید کے نام کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" کے لاحقے استعمال کر رہا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اراد اهل المدينة بسوء اذابه الله كما يذوب الملح في الماء

جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح پگھلائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔[1]

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

لا يريد احد اهل المدينة بسوء الا اذابه الله في النار ذوب الرصاص.

جو شخص بھی اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ میں رانگ کی طرح پگھلا دے گا۔[2]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اخاف اهل المدينة اخافه الله زاد في رواية يوم القيامة وفي اخرى وعليه لعنة الله وغضبه.

جو اہل مدینہ کو ڈرائے گا اللہ اس کو قیامت کے دن ڈرائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اس پر اللہ کا غضب اور لعنت ہے۔[3]

1۔ صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۴۰، مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۵۴۴، جلد ۳ صفحہ ۴۰، ابن ماجہ صفحہ ۲۲۵، مصنف عبد الرزاق جلد ۹ صفحہ ۳۶۳۔
2۔ صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۴۴۱۔
3۔ صحیح ابن حبان السراج المنیر صفحہ ۲۸۸، مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۶۵۱، جامع صغیر صفحہ ۵۰۹۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اخاف اهل المدينة ظلما اخافه الله وعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفًا ولا عدلًا.

جو اہل مدینہ کو ظلم سے خوف زدہ کرے گا اللہ اس کو خوفزدہ کرے گا اور اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے قیامت کے دن نہ اس کی فرضی عبادت قبول ہو گی نہ نفلی۔[1]

یزید پلید نے اہل مدینہ کو قتل کرایا غارت گری مچائی ایک ہزار غیر شادی شدہ لڑکیوں کی عزت پامال کی گئی تین روز مسجد نبوی میں نہ اذان ہوئی نہ ہی تکبیر یزید کی فوج نے مسجد میں گھوڑے باندھے۔

امام بیہقی نے امام حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ یوم الحرہ میں مدینہ منورہ کے لوگ اس طرح قتل کیے گئے تھے کہ شاید ہی کوئی بچا ہو۔[2]

حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ جب نماز کا وقت ہوتا تھا میں قبر شریف سے اذان کی آواز سنتا تھا اور پھر اقامت بھی ہوتی تھی اور میں اسی اقامت سے نماز پڑھتا تھا ان دنوں مسجد نبوی میں میرے سوا کوئی اور نہ تھا۔[3]

1۔ بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۵۱، مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۴۲، معجم کبیر جلد ۱ صفحہ ۲۴۸، وفاء الوفا جلد ۱ صفحہ ۳۲، جذب القلوب صفحہ ۳۳۔

2۔ دلائل النبوۃ جلد ۶ صفحہ ۴۷۴۔

3۔ دلائل النبوۃ لابی نعیم جلد ۲ صفحہ ۵۶۷، خلاصۃ الوفا صفحہ ۳۸، وفاء الوفا جلد ۱ صفحہ ۹۴، ترجمان السنۃ جلد ۳ صفحہ ۳۰۴، تاریخ المدینۃ المنورہ صفحہ ۸۸، شرح الصدور صفحہ ۸۸۔

اسی واقعہ کے متعلق محقق علی الاطلاق، برکۃ رسول اللہ فی الھند، امام المحد ثین حضرت سیّدناومولانا شیخ عبدالحق محدث محقق دہلوی رضی اللہ عنہ متوفی ۱۰۵۲ھ فرماتے ہیں۔

ان بدبختوں (یزیدیوں) نے مدینہ منورہ میں فسق وفساد اور زنا جائز قرار دے دیا یہاں تک کہ اس واقعہ کے بعد ایک ہزار عورت نے اولاد زنا کے بچے جنے ان ازلی شقیوں نے مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ ومنبر کے مابین مقام کو جس کے متعلق، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

روضۃ من ریاض الجنۃ

گھوڑے لید اور پیشاب کرتے رہے یزید ی افواج نے لوگوں سے یزید کی جانب سے اس مضمون کی بیعت لی کہ یزید چاہے تم کو بیچے چاہے آزاد کرے چاہے خدا کی عبادت کی طرف بلائے چاہے معصیت کی طرف جب حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیعت تو کم از کم قرآن شریف اور سنت پر لینی چاہیے تو ان کو اسی وقت شہید کر دیا امام قرطبی کہتے ہیں کہ اہل اخبار نے لکھا ہے کہ مدینہ منورہ ان آدمیوں سے بالکل خالی ہو گیا تھا وہاں کے پھل پھول نصیب جانوران صحرا ہو چکے تھے یہاں تک کہ مسجد نبوی میں کتوں نے ڈیرے ڈال دئے تھے۔ (معاذاللہ)[1]

1۔ جذب القلوب صفحہ ۲۹ فارسی جذب القلوب ترجمہ صفحہ ۴۲ بحوالہ اہل اسلام کی نظر میں یزید صفحہ ۳۲۲۔

اس کائنات کے مقدس ترین مقام کہ جہاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے کیے، جس مبارک زمین نے محبوب خدا مالک کون و مکاں علیہ التحیۃ والثناء کے قدموں کے بوسے لیے اس جگہ یزید پلید کی افواج نے اپنے گھوڑے باندھے، جہاں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی محافل سجایا کرتے، جہاں تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں جناب حضرت ابو بکر صدیق و سرکار عمر فاروق رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جلوہ گر ہوتے،

جس وقت تھے ان کی خدمت میں ابو بکر و عمر عثمان و علی
اس وقت رسول اکرم ﷺ کے دربار کا عالم کیا ہوگا

اور حضور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے جھرمٹ میں اپنی ضیاء پاشیوں سے تمام عالم کو منور فرماتے اور ان محافل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں قرآن کی آیات مبارکہ سناتے، لکھواتے جہاں جبریل علیہ السلام کے دن رات پھیرے لگا کرتے، وہ مسجد نبوی کہ جس کے تاجور صلی اللہ علیہ وسلم کی شاہی کو سب نے تسلیم کیا جس کی عظمت وجلالت کے آگے سب ہی کی تنی گردنیں جھک گئیں یعنی،

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں

اور.....

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

جہاں کے لوگوں کو میزبان نبی کریم ﷺ ہونے کا شرف حاصل، جو سابقون الاولون میں شامل جنہوں نے ہجرت کے موقع پر جلوسِ جشنِ آمدِ رسول ﷺ نکالا انہی کے آل و اولاد، مہاجرین و انصار کی عفت مآب بہو بیٹیاں کہ جنہوں نے عفت، عزت، تقدس، حیا کے سبق معلم اعظم سرکار دو عالم ﷺ، ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے سیکھے۔ یزیدیوں نے ان کی چادرِ عصمت کو تار تار اور ان کی عزتوں کو پامال کیا۔ الغرض ان کے مظالم سے نہ کعبہ شریف محفوظ رہا نہ مدینہ منورہ اور نہ اہلیان مدینہ۔

ذرات مدینہ و در دیوار مدینہ شجر و حجر و نباتات مدینہ جو پیارے نبی ﷺ کے حسن و جمال کے گواہ، جو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جانثاری کے گواہ، جو صحابہ و صحابیات علیہم الرضوان کی مظلومیت کے گواہ وہی سب یزیدیوں کے مظالم کے بھی گواہ ان کی بد بختی و شقاوت قلبی کے بھی گواہ ہیں۔

اور اے ذاکر نائیک..... تمہاری بد بختی تم پر غالب آئی کہ تم یزید اور یزیدیوں کے مظالم کی حمایت و وکالت کر کے ساری گواہیوں کو جھٹلانا چاہتے ہو؟ یاد رکھو! تمہاری اس بے باکی کو نہ مدینہ والے ﷺ معاف فرمائیں گے نہ مدینے والے کے غلام۔

یزید صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کی نظر میں

حضرت عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فواللہ ما خرجنا علی یزید حتی خفنا ان نرم بالحجارۃ من السماء ان رجلاً ینکح الامھات والبنات والاخوات ویشرب الخمر ویدع الصلوٰۃ.

یعنی خدا کی قسم! ہم یزید کے خلاف اس وقت اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ ہمیں یہ خوف لاحق ہو گیا کہ اس کی بدکاریوں کی وجہ سے ہم پر آسمان سے پتھر نہ برس پڑیں کیونکہ یہ شخص (یزید) ماؤں بیٹیوں اور بہنوں کے ساتھ نکاح جائز قرار دیتا اور شراب پیتا اور نمازیں چھوڑتا تھا۔[1]

پیس ٹی وی (Peace TV) کا مقرّر روسیاہ گیتا، وَید کے رٹے لگا لگا کر رشتوں کی حرمت بھول گیا۔ آیات قرآنیہ و احادیث مبارکہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور تابعین علیہم الرحمہ کی رائے کو پس پشت رکھ دیا، حقیقت یہی ہے جسے ایک عربی مقولہ سے سمجھا جا سکتا ہے کہ الجنس یمیل الی الجنس، یعنی ہر جنس اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے۔

1۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۰۷، الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۳۴، طبقات ابن سعد جلد ۵ صفحہ ۶۶، ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴۱، امام پاک اور یزید پلید صفحہ ۱۲۱۔

حضرات قارئین! صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ نے اس یزید پلید کے بارے میں فرمایا کہ وہ شراب پیتا تھا، اور نمازیں چھوڑتا تھا اور ماؤں بیٹیوں اور بہنوں کے ساتھ نکاح جائز قرار دیتا تھا۔ یزید کے اسی حواس باختہ کردار سے متاثر ہو کر ذاکر نائیک اس ملعون کی حمایت پر کمر بستہ ہے۔

حضرت عمر بن سبیۂ فرماتے ہیں:

کہ یزید نے اپنے والد کی عین حیات میں ایک حج کیا جب وہ مدینہ منورہ پہنچا تو اس نے شراب کی مجلس قائم کی اتفاق سے حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لائے اور ملاقات کی اجازت چاہی تو ابن عباس کو تو روک لیا اور امام حسین کو اندر آنے کی اجازت دی گئی جب آپ تشریف لائے تو آپ نے کہا سبحان اللہ! یہ خوشبو کیسی ہے؟ یزید نے کہا یہ ایک خوشبو ہے جو شام میں بنتی ہے۔

ثم دعا بقدح فشربه ثم دعا باخر فقال اسق ابا عبدالله فقال له حسين عليك شرابك ايها المرء لاعين عليك منى فقال يزيد الا ياصالح للعجب دعوتك ذاولم تجب الى الفتيات والشهوات والصهباء والطرب وباطية مكللة عليها سادة العرب وفيهن التى تبلت فوادك ثم لم تتب فنهض الحسين وقال بل فوادك يا ابن معاوية تبلت

یعنی پھر اس نے شراب کا پیالہ منگوایا اور پیا پھر دوسرا منگوا کر کہا لو ابو عبد اللہ پیو امام حسین نے فرمایا یہ تو اپنے پاس ہی رکھ میں دیکھتا بھی نہیں یزید نے یہ اشعار پڑھے۔ اے دوست سخت تعجب ہے کہ میں تجھ کو عیش کی دعوت دیتا

ہوں اور تو قبول نہیں کرتا نوجوان لڑکیاں، شہوات طرب اور مرصع خم جن پر عرب کے سردار جمع ہوتے ہیں ان نازنین عورتوں میں وہ بھی جس کی تمہارے دل میں محبت ہے پھر بھی تم رجوع نہیں کرتے امام حسین کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے ابن معاویہ بلکہ تمہارے دل پر اس کا قبضہ ہے۔[1]

اللہ اکبر! ایک ایسا بد بخت و بد باطن بد کردار شقی کہ حرم نبوی ﷺ کا لحاظ نہ رکھے مدینہ منورہ جیسے مقدس و متبرک شہر اور ایامِ حج میں میں شراب نوشی کی محفلیں برپا کرے اور نبی کریم ﷺ کی آل و اولاد کو شراب پیش کرے، جس کے شرابی ہونے کے گواہ نواسۂ رسول ﷺ سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں، تمام ائمہ محدثین، مفسرین، مؤرخین جس کی گمراہی و ضلالت کی گواہی دیں اور چودہ سو سال بعد ذاکر نائیک اسی کی وکالت میں خود کو ہلکان کیے جا رہا ہے "یا للعجب"۔

علامہ ابن جوزی، امام قرطبی اور امام طبرانی، علامہ امام سمہودی رحمہم اللہ نقل فرماتے ہیں:

واقعہ کربلا کے بعد یزید نے اپنے چچازاد بھائی عثمان بن محمد بن ابوسفیان کو مدینہ منور کا حاکم مقرر کیا اور اس کو کہا کہ اہل مدینہ سے میری بیعت لے اس نے مدینہ طیبہ آکر ایک وفد تیار کیا اور اس کو بغرض بیعت یزید کے پاس بھیجا یزید نے ان کو ہدیے اور تحفے دیے مگر بایں ہمہ یزید کے متعلق اس وفد کا بیان یہ ہے۔

1۔ ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۵۰، امام پاک اور یزید پلید صفحہ ۱۲۲۔

فلما رجع الوفد اظھروا شتم یزید وقالو اقدمنا من عند رجل لیس له دین یشرب الخمر ویعزف بالطنا بیر ویلعب بالکلاب وانا نشھد کم انا قد خلعناہ ...... وقال عبداللہ ابن ابی عمر بن حفص المخزومی قد خلعت عما متی ونزعھا عن راسه وانی لاقول ھذاوقد وصلنی واحسن جائزتی ولکن عدو اللہ سکیر وقال آخر قد خلعته کما خلعت نعلی حتی کثرت العمائم والنعال.

پس جب وہ وفد واپس لوٹا تو انہوں نے یزید کی برائیاں ظاہر کیں اور کہا کہ ہم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہیں جس کا دین نہیں وہ شراب پیتا اور طنبورے بجاتا کہ گانے بجانے والے اس کے پاس بیٹھے گانے بجاتے رہتے ہیں اور وہ کتوں کے ساتھ کھیلتا رہتا ہے ہم تمہارے سامنے گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے اس کی بیعت توڑ دی ..... عبد اللہ بن ابی عمرو بن حفص مخزومی نے کہا اگرچہ یزید نے مجھے صلہ وانعام دیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ دشمن خدا شرابی ہے اور میں اس کی بیعت سے اس طرح الگ ہوتا ہوں جس طرح اپنا یہ عمامہ سر سے الگ کر دیا ایک اور شخص نے کہا میں اس کی بیعت سے اس طرح نکلتا ہوں پھر سب اس طرح کرنے لگے یہاں تک کہ عماموں اور جوتیوں کا ڈھیر لگ گیا۔ [1]

حضرت منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ نے علی الاعلان لوگوں کے سامنے کہا:

انه قد اجازنی بمائة الف ولا یمنعنی بی ان اخبرکم خبرہ واللہ انه یشرب الخمر واللہ انه یسکر حتی یدع الصلوٰة.

1۔ وفاء الوفاء جلد ا صفحہ ۸۹، امام پاک اور یزید پلید صفحہ ۱۲۳۔

یعنی بے شک یزید نے مجھے ایک لاکھ درھم انعام دیا مگر اس کا یہ سلوک مجھے اس امر سے باز نہیں رکھ سکتا کہ میں تمھیں اس کا حال نہ سناؤں خدا کی قسم وہ شراب پیتا ہے اور اسے اس قدر نشہ ہو جاتا ہے کہ وہ نماز ترک کر دیتا ہے۔[1]

امام الاولیاء حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

واستخلافه بعد ابنه سكيراً خميرا يلبس الحرير و يضرب بالطنابير.

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ بنایا جو حد درجے کا نشہ باز شرابی، ریشمی کپڑے پہنتا اور طنبورے بجاتا تھا۔[2]

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

والله لقد قتلوه طويلاً بالليل قيامه كثيرا في النهار صيامه احق بما هم فيه منهم واولى به في الدين والفضل اما والله ما كان يبدل بالقرآن غيا ولا بالبكاء من خشية الله حدًا ولا بالصيام شراب الخمر ولا بالمجالس في حق الذكر بكلاب الصيد يعرض بيزيد فسوف يلقون غيّا.

یعنی خدا کی قسم! بلاشبہ انہوں نے ایسے شخص کو قتل کیا جو قائم اللیل اور صائم النہار تھے جو ان سے ان امور کے زیادہ حقدار تھے اور اپنے دین فضیلت و بزرگی میں ان سے بہتر تھے خدا کی قسم! وہ قرآن شریف کے بدلے گمراہی پھیلانے والے نہ تھے اللہ تعالیٰ کے خوف سے ان کے گریہ وبکائی کی کوئی انتہاء نہ

1۔ ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴۲، وفاء الوفاء جلد ۱ صفحہ ۸۹ امام پاک یزید پلید صفحہ ۱۲۳۔

2۔ ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۹۲، بحوالہ امام پاک یزید پلید صفحہ ۱۲۳۔

تھی وہ روزوں کو شراب کے پینے سے نہ بدلا کرتے تھے اور نہ ان کی مجلسوں میں ذکر الٰہی کے بجائے شکاری کتوں کا ذکر ہوتا تھا یہ باتیں انہوں نے یزید کے متعلق کہی تھیں پس عنقریب یہ لوگ جہنم کی وادی غیّ میں جائیں گے۔[1]

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یزید کی برائی بیان کی:

وعاب یزید بشرب الخمر واللعب بالکلاب والتهاون بالدین واظهر ثلبه.

کہ یزید شراب پینے اور کتوں کے ساتھ کھیلنے اور دین کی تحقیر وتوہین کرنے میں مشہور ہے اور اسی طرح اس کی بہت سی برائیاں ظاہر کیں۔[2]

قارئین حضرات! ان جلیل القدر صحابہ وتابعین کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فرامین سے معلوم ہوا کہ یزید شرابی تھا، یزید پلید بے نمازی تھا، یزید کتے لڑاتا تھا، جبکہ یزید کا محب ذاکر نائیک اس کے نام کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" کہتا ہے اور حضرت امام عالی مقام سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگ کو سیاسی قرار دیتا ہے جو یزید پلید کے ساتھ محبت اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ بغض وعناد کی بین دلیل اور اس کی دریدہ دہنی ہے۔

پیس ٹی وی (Peace TV) نامی منبع گمراہیت پر گیتا، رامائن، وید، مہا بھارت اور دیگر ایمان دشمن کتب کی چند عبارات کا رٹا لگا کر جھوٹی ذہانت سے سادہ

1۔ ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴۰، امام پاک اور یزید پلید صفحہ ۱۲۸، ۱۲۷۔

2۔ حیٰوۃ الحیوان جلد ا صفحہ ۶۰، امام پاک اور یزید پلید صفحہ ۱۲۸۔

لوح، کم علم اور ٹائی سوٹ سے متاثر ہونے والے لوگوں کو رجھانے والا نقلی دانشور یقینا ان کفریہ کتب کو پڑھ کر ان کی تعلیمات سے اتنا متاثر ہے کہ جس زانی، شرابی، بے نمازی کو دیکھتا ہے اسے اپنا امام، مائی باپ اور جنت کا حق دار سمجھنے لگتا ہے۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ ﷺ کے جنت رسول اللہ ﷺ کی
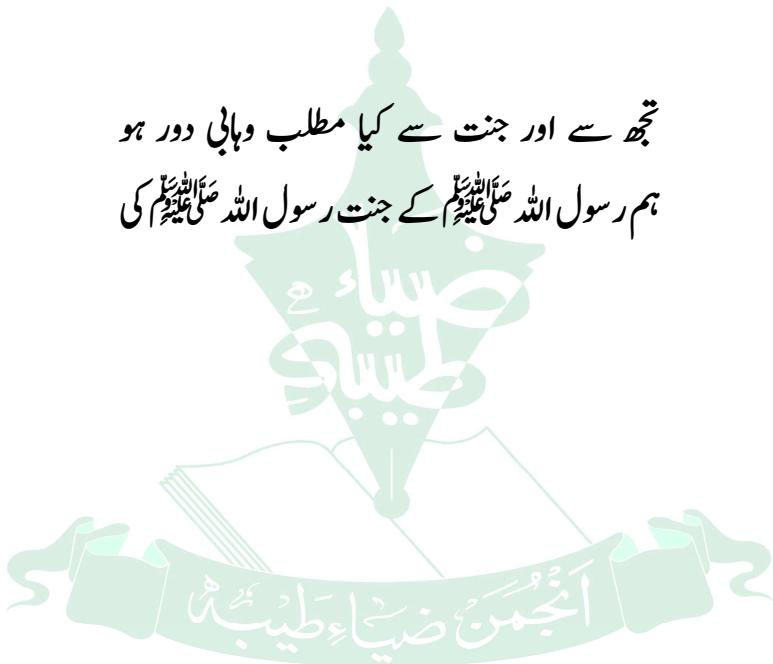
حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ اور یزید پلید

نوفل بن ابو انضرات نے فرمایا:

کنت عند عمر بن عبدالعزیز فذکر رجل یزید فقال امیر المؤمنین یزید ابن معاویه فقال تقول امیر المؤمنین وامر به فضرب عشرین سوطاً.

میں حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا پس ایک شخص نے آکر یزید کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کو یوں کہا امیر المؤمنین یزید بن معاویہ یہ سننا تھا کہ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے آپ نے فرمایا تو یزید کو امیر المؤمنین کہتا ہے پھر آپ کے حکم پر اس کو بیس کوڑے مارے گئے۔[1]

1۔ الکامل جلد ۳ صفحہ ۲۷۷، تہذیب التھذیب جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۱، نبراس صفحہ ۵۵۱ الصواعق المحرقہ صفحہ ۲۲۱، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۶۰، ماثبت بالسنہ صفحہ ۱۳، لسان المیزان جلد ۷، صفحہ ۴۷۷،۴۷۸۔

یزید ائمہ اسلام کی نظر میں

حضرت علامہ ملا علی قاری حنفی، محقق علی الاطلاق علامہ امام ابن ہمام رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں:

قال ابن همام واختلف فی اکفار یزید قیل نعم لماروی عنه مایدل علی کفره من تحلیل الخمرومن تفوهه بعد قتل الحسین واصحابه انی جازیتهم بما فعلوا باشیاخ وصنادیدهم فی بدر وامثال ذلك ولعله وجه ماقال الامام احمد بتکفیره لما ثبت عنده نقل تقریره.

امام ابن ہمام نے فرمایا کہ یزید کے کافر ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے بعض نے اسے کافر کہا اس لیے کہ اس سے ایسی باتیں ظاہر ہوئی جو اس کے کفر پر دلالت کرتی ہیں مثلاً شراب کو حلال کرنا حضرت امام حسین اور آپ کے ساتھیوں کو قتل کے بعد یہ کہنا کہ میں ان سے بدلہ لیا ہے اپنے بزرگوں اور سرداروں کے قتل کا جو انہوں نے بدر میں کیے تھے یا ایسی ہی اور باتیں شاید اسی وجہ سے امام احمد بن حنبل نے اس کی تکفیر کی ہے کہ ان کے نزدیک اس کی اس بات کی نقل ثابت ہو گی۔[1]

1۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۸، امام پاک اور یزید پلید صفحہ ۷۸۔

سعد الملۃ والدین حضرت شیخ سعد الدین تفتازانی متوفی ۷۹۱ھ فرماتے ہیں:

والحق ان رضاء یزید بقتل الحسین واستبشاره بذالك واهانة اهل بیت النبی صلی الله علیه وسلم مما تواتر معناه وان کان تفاصیلها احاداً فنحن لانتوقف فی شانه بل فی ایمانه لعنة الله علیه وعلی انصاره واعوانه.

اور حق یہ ہے کہ یزید کا حضرت امام حسین کے قتل پر راضی ہونا اور اہل بیت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرنا ان امور میں سے ہے جو تواتر معنوی کے ساتھ ثابت ہیں اگرچہ انکی تفاصیل احاد ہیں تو اب ہم توقف نہیں کرتے اس کی شان میں بلکہ اس کے ایمان میں اللہ کی لعنت ہو اس پر اور اس کے اور دوستوں پر۔[1]

رئیس المتکلمین حضرت علامہ عبدالعزیز پرھاروی "صاحب نبراس" متوفی ۱۲۳۹ھ فرماتے ہیں:

وبعضهم اطلق اللعن علیه منهم ابن الجوزی المحدث وصنف کتاباسماه الرد علی المتعصب العنید المانع عن ذم الیزید ومنهم الامام احمد بن حنبل ومنهم القاضی ابویعلیٰ.

اور بعض علماء نے یزید پر لعنت کا اطلاق ثابت کیا ہے ان میں سے ایک محدث ابن جوزی ہیں جنہوں نے اس مسئلہ میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام انہوں نے رکھا ہے:

"الرد علی المتعصب العنید المانع عن ذم الیزید"

1۔ شرح عقائد ۱۰۲۔

اور انہی میں امام احمد بن حنبل اور قاضی ابو یعلی بھی ہیں۔[1]

علامہ امام ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۷۴ھ فرماتے ہیں:

اعلم ان اهل السنة اختلفوا فی تکفیر یزید بن معاویة و ولیعهده من بعده فقالت طائفة انه کافر لقول سبط ابن الجوزی وغیره المشهور انه لما جاء رأس الحسین رضی الله تعالیٰ عنه جمع اهل الشام وجعل ینکت راسه بالخیزران وینشد ابیات الزبعری لیت اشیاخی ببدر شهدوا الابیات المعروفة وزاد فیها بیتین مشتملین علی صریح الکفر وقال ابن الجوزی فیما حکاه سبطه عنه لیس العجب من قتال ابن زیاد للحسین وانما العجب من خذلان یزید وضربه بالقضیب ثنایا الحسین وحمله آل رسول الله صلی الله علیه وسلم سبایا علی اقتاب الجمال وذکر اشیاء من قبیح ما اشهر عنه ورده الرأس الی المدینة وقد تغیرت ریحه ثم قال وما کان مقصوده الا الفضیحة واظهار رالرأس فیجوزان یفعل هذا بالخوارج والبغاة یکفنون ویصلی علیهم ویدفنون ولولم یکن فی قلبه احقاد جاهلیة واضغان بدریة لاحترم الرأس لما وصل الیه و کفنه ودفنه واحسن الی آل رسول الله صلی الله علیه واله وسلم.

یعنی جان لو اہل سنت وجماعت کا یزید بن معاویہ کے کافر ہونے اور امیر معاویہ کے بعد ولی عہد ہونے میں اختلاف ہوا ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ وہ کافر ہے چنانچہ سبط ابن الجوزی وغیرہ کا قول مشہور ہے کیونکہ یزید کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک آیا تو اس نے اہل شام کو جمع کیا اور خیزران کی

1۔ نبراس شرح عقائد صفحہ ۵۵۳۔

لکڑی جو اس کے ہاتھ میں تھی اس سے امام کے سر انور کو الٹ پلٹ کرتا تھا اور زبعری کے یہ اشعار جو مشہور ہیں پڑھتا تھا اے کاش میرے بزرگ جو بدر میں مارے گئے آج زندہ موجود ہوتے اور اس نے ان شعروں میں دو شعر اور زیادہ کیے جو صریح کفر پر دلالت کرتے ہیں ابن جوزی نے کہا کہ ابن زیاد کا امام حسین کو قتل کرنا اس قدر تعجب خیز نہیں تعجب خیز تو یزید کا خذلان ہے اور اس کا امام کے دانتوں پر لکڑی مارنا اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قیدی بنا کے اونٹوں کے پالانوں پر بٹھانا ہے اور ابن جوزی نے اس قسم کی بہت سی قبیح باتوں کا ذکر کیا ہے جو اس یزید کے بارے میں مشہور ہیں پھر یزید نے امام کا سر اس وقت مدینہ منورہ میں واپس لوٹایا جبکہ اس کی بو متغیر ہو چکی تھی تو اس سے اس کا مقصد سوائے فضیحت اور سر انور کی توھین کے اور کیا تھا حالانکہ خارجیوں اور باغیوں کی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ بھی جائز ہے چہ جائیکہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا اور اگر اس کے دل میں جاہلیت کا بغض و کینہ اور جنگ بدر کا انتقامی جذبہ نہ ہوتا تو جب اس کے پاس سر انور پہنچا تھا وہ اس کا احترام کرتا اور اس کو کفن دے کر دفن کرتا اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کرتا۔[1]

علامہ شیخ محمد بن علی الصبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقد قال الامام احمد بکفرہ وناھیك به ورعاً وعلماً یقتضیان انه لم یقل ذالك الا لما ثبت عندہ من امور صریحة وقعت منه تو جب ذلك وفقه علی ذلك جماعة کابن الجوزی وغیرہ واما فسقه فقد اجمعوا

1۔ الصواعق المحرقہ صفحہ ۲۲۰ طبع ملتان۔

علیه واجاز قوم من العلماء لعنه بخصوص اسمه وردی ذالك عن الامام احمد قال ابن الجوزی صنف القاضی ابویعلی کتابا فیمن کان یستحق اللعنة وذکر منهم یزید.

اور بے شک امام احمد بن حنبل یزید کے کفر کے قائل ہیں اور ان کا علم اور ورع اس بات کا مقتضی ہے کہ انہوں نے یزید کو کافر اسی وقت کہا ہو گا جبکہ ان کے نزدیک صریح طور پر وہ امور ثابت ہو گئے ہوں گے اور یزید سے وہ باتیں ہوئی ہوں گی جو موجب کفر ہیں اور کفر یزید کے قول پر علماء کی ایک جماعت نے ان کی موافقت کی ہے جیسے ابن جوزی وغیرہ اور رہا یزید کا فاسق ہونا تو بلا شبہ اس پر تو علماء کا اجماع ہے اور بہت سے علماء نے تو یزید کا نام لے کر اس پر لعنت کرنے کو جائز رکھا ہے اور امام احمد سے بھی یہی مروی ہے ابن جوزی نے کہا ہے کہ امام قاضی ابو یعلی نے مستحقین لعنت کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے ان میں یزید کا بھی ذکر کیا ہے۔[1]

محقق علی الاطلاق، برکۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الھند، امام المحد ثین، حضرت سیّدنا ومولانا شیخ عبد الحق محدث و محقق دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

بعضے در یزید شقی نیز توقف کنندہ بعضے براہ غلو وافراط در شان وے و مولات وے روند و گویند کہ وے بعد ازاں کہ باتفاق مسلمانان امیر شد اطاعت وے بر امام حسین واجب شد نعوذ باللہ من ھذا القول و من ھذا الاعتقاد حاشا کہ وے باوجود امام حسین امام وامیر شود واتفاق مسلمانان بروے کے شد وجمعی صحابہ

1۔ اسعاف الراغبین صفحہ ۲۱۰ بحوالہ امام پاک اور یزید پلید صفحہ ۸۰۔

کہ درزمان یزید پلید بودندواولاد اصحاب ہم منکر وخارج از اطاعت وے بودند نعم جماعتے از مدینہ مطہرہ بشام نزدوے کرھاًوجبراًرفتندواوجائزہائے سنی وفائدہ ہائے ہنی نزد ایشاں نہاد بعد ازاں کہ حال قباحت مال اور ادیدند بمدینہ باز آمدند وخلع بیعت وے کردندو گفتند کہ وے عدواللہ وشارب الخمر وتارک الصلوٰۃ وزانی وفاسق ومستحل محارم است وبعضے دیگر گویند کہ وے امر بقتل آنحضرت نکردہ وبداں راضی نبودہ وبعد از قتل وے واہل بیت وے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم مسرور ومستبشر نشدہ این سخن مردودوباطل است چہ عداوت آں بے سعادت بااھل بیت نبوی واستبشاروے قتل ایشاں واذلال واھانت اومر ایشاں رابدرجہ تواتروانکارآں تکلف ومکابرہ است ..... وبعضے علماء سلف واعلام امت مثل امام احمد بن حنبل وامثال اوبروے لعنت کردہ اندوابن جوزی کہ کمال شدت وتعصب در حفظ سنت وشریعت دارد درکتاب خود لعن وے از سلف نقل کردہ وبعضے منع کردہ اند وبعضے متوقف ماندہ اند وبالجملہ دے مبغوض ترین مردم است نزدماوکاروے ہائے کہ آبے سعادت دریں امت کردہ ہیچ کس نکردہ وبعد از قتل حسین واہانت اہلبیت لشکر بہ تخریب مدینہ مطہرہ وقتل اہل آں فرستادہ وبقیہ ازاصحاب وتابعین راامر بقتل کردہ وبعد از تخریب مدینہ منورہ امر بہ انہدام حرم مکہ معظمہ وقتل عبداللہ بن زبیر کردہ وہم دراثنائے ایں حالت از دنیا رفتہ دیگر احتمال توبہ ورجوع اور اخداوند حق تعالیٰ دل ہائے ماراوتمامہ مسلمان ہاراازمحبت وموالات وے واعوان وانصاروے ہر کہ بااھل بیت نبوت بدبودہ وبد اندیشیدہ وحق ایشاں پائمال کردہ وباایشاں براہ محبت وصدقِ عقیدت نیست ونبودہ نگاہ داردوماراودوستان مارادرمرۂ محبان ایشاں محشور گرداندودردنیاوآخرت بردیں وکیش ایشاں بدارد بمنہ وکرمہ وھو قریب مجیب آمین۔

بعض علماء یزید بد بخت کے بارے (لعنت کرنے میں) توقف کرتے ہیں اور بعض لوگ تو براہ غلو وافراد یزید کے معاملے اور اس کی دوستی میں اس قدر بہہ گئے ہیں کہ کہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے اتفاق سے سے امیر ہوا تھا اور اس کی اطاعت امام حسین پر واجب تھی ہم اس قول اور اعتقاد سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں حاشا کہ وہ یزید امام حسین کے ہوتے ہوئے کیونکر امام وامیر ہو سکتا تھا اور مسلمانوں کا اتفاق بھی اس پر کب ہوا صحابہ کرام اور تابعین جو اس کے زمانہ میں تھے سب اس کے منکر تھے اور اس کی اطاعت سے خارج تھے مدینہ طیبہ سے ایک جماعت جبراً وکرھاً اس کے پاس شام گئی تھی اس نے ان کی بہت آؤ بھگت اور خاطر مدارت کی اور ان کو تحفے تحائف دیے لیکن جب انہوں نے اس کے بدترین کارناموں اور اس کے خطرناک انجام پر غور کیا تو مدینہ میں واپس آکر اس کی بیعت توڑ دی اور اعلان کیا کہ (یزید) اللہ کا دشمن، شرابی، تارک صلوٰۃ، زانی، فاسق اور حرام چیزوں کا حلال کرنے والا ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ اس (یزید) نے امام حسین کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ان کے قتل سے راضی تھا اور نہ ان کے قتل کے بعد ان کے اور ان کے عزیزوں کے قتل سے خوش ومسرور ہوا یہ بات بھی مردود اور باطل ہے اس لیے کہ اس شقی کا اہل بیت نبوت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے عداوت رکھنا اور ان کے قتل سے خوش ہونا اور ان کی اہانت کرنا معنوی طور پر درجۂ تواتر کو پہنچ چکا ہے اور اس کا انکا تکلف ومکابرہ یعنی خواہ مخواہ کا جھگڑا ہے۔

اور بعض علماء سلف واکابرین امت مثلاً امام احمد بن حنبل اور ان جیسے دوسرے جلیل القدر ائمہ کرام نے اور ابن جوزی کے حفظ سنت وشریعت میں

بہت ہی زیادہ سخت ہیں اپنی کتاب میں سلف صالحین سے یزید پر لعنت کرنا نقل کیا ہے اور بعض نے لعنت کرنے سے منع کیا ہے اور بعض توقف کرتے ہیں الحاصل ہمارے نزدیک یزید سب سے زیادہ مبغوض ہے اس شقی نے اس امت میں وہ کام کیے کہ اور کسی نے نہیں کیے (مثلاً) امام حسین کے قتل اور اہل بیت کی اہانت کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی تخریب کے لیے لشکر کا بھیجنا اور صحابہ و تابعین کے قتل کا حکم کرنا اور مدینہ منورہ کی تخریب کے بعد حرم مکہ کو ڈھانے کا حکم دینا وغیرہ اور اسی اثنا میں وہ مر گیا۔ تو ایسے حال میں اس کی توبہ و رجوع کا احتمال خدا ہی جان سکتا ہے حق تعالیٰ ہمارے اور تمام مسلمانوں کے دلوں کو اسکی اور اس کے دوستوں اور مددگاروں کی محبت و دوستی سے محفوظ رکھے اور ہر شخص جس نے اہل بیت نبوت کی برائی کی ہو اور ان کا برا چاہا ہو اور ان کا حق پامال کیا ہو اور ان سے سچی عقیدت و محبت کی راہ نہ چلا ہو کی محبت سے بچائے اور اپنی حفاظت میں رکھے اللہ تعالیٰ اپنے کرم و احسان سے ہم کو اور ہمارے دوستوں کو قیامت کے دن اہل بیت نبوت کے سچے محبوب میں اٹھائے اور دنیا و آخرت میں دین اسلام اور ان کے طریقہ پر رکھے۔[1]

علامہ امام قسطلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ فرماتے ہیں:

وقد اطلق بعضهم فيما نقله المولى سعد الدين اللعن على يزيد لما انه كفر حين امر بقتل الحسين واتفقوا على جواز اللعن على من قتله اوامر به اواجازه رضى به والحق ان رضا يزيد بقتل الحسين واستبشاره بذلك واهانة اهل بيت النبى صلى الله عليه وسلم مما تواتر معناه وان

1۔ تکمیل الایمان صفحہ ۹۷، بحوالہ امام پاک اور یزید پلید صفحہ ۸۸۔

کان تفاصیلها احاداً فنحن لانتوقف فی شانه بل فی ایمانه لعنة الله علیه علی انصاره واعوانه.

یعنی اور بعض علماء نے یزید پر لعنت کا اطلاق کیا ہے جیسا کہ علامہ سعد الدین تفتازانی کا یزید پر لعنت کرنا نقل کیا گیا ہے اس لیے کہ جب اس نے امام حسین کے قتل کا حکم دیا تھا وہ کافر ہو گیا تھا اور جمہور علماء اس پر متفق ہیں کہ جس نے امام کو قتل کیا اور جس نے قتل کا حکم دیا اور جس نے اس کی اجازت دی اور جو ان کے قتل پر راضی ہوا اس پر لعنت کرنا جائز ہے اور حق بات یہی ہے کہ یزید کا امام کے قتل پر راضی ہونا اور اس پر خوش ہونا اور اہل بیت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنا تواتر معنوی کے ثابت ہو چکا ہے اگر چہ اس کی تفاصیل احاد ہیں پس ہم نہیں توقف کرتے اسکی شان میں بلکہ اس کے ایمان میں اللہ کی لعنت ہو اور اس پر اور اس کے دوستوں پر اور مددگاروں پر۔[1]

جلال الملۃ والدین علامہ امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ فرماتے ہیں:

لعن الله قاتله وابن زیاد معه ویزید ایضاً وکان قتله بکربلاء وفی قتله قصة فیها طول لایحتمل القلب ذکرها فانا لله وانا الیه راجعون.

اللہ کی لعنت ہو امام حسین کے قاتل ابن زیاد اور یزید پر امام کربلا میں شہید ہوئے اور آپ کی شہادت کا قصہ طویل ہے قلب اس ذکر کا متحمل نہیں ہو سکتا انا للہ وانا الیہ راجعون.[2]

1۔ ارشاد الساری شرح بخاری جلد ۵ صفحہ ۱۰۱۔
2۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۰۔

علامہ حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں:

وقد روی ان یزید کان قد اشتھر بالمعازف وشرب الخمر والغفا والصید واتخاد الغلمان والقیان والکلاب والنطاح بین الکباش والدباب والقرود ومامن یوم الا یصبح فیه مخموراً وکان یشد القرد علی فرس مسرجة بجبال ویسوق به ویلبس القرد قلانس الذهب وکذلك الغلمان وکان یسابق الخیل وکان اذامات القرد حزن علیه وقیل ان سبب موته ان حمل قردة وجعل ینقزها فصفته وذکرواعنه غیر ذالك واللہ اعلم بصحة ذالك.

اور بے شک روایت کیا گیا ہے کہ وہ یزید مشہور تھا آلات لہو ولعب کے ساتھ اور شراب کے پینے اور گانا بجانا سننے اور شکار کھیلنے اور بے ریش لڑکوں کو رکھنے اور چھینے بجانے اور کتوں کے رکھنے اور سینگوں والے دنبوں اور ریچھوں اور بندروں کو آپس میں لڑانے میں اور کوئی ایسا دن نہ ہوتا تھا جبکہ وہ شراب سے مخمور نہ ہوتا اور بندروں کو زین شدہ گھوڑوں پر سوار کرکے دوڑاتا تھا اور بندروں کے سروں پر سونے کی ٹوپیاں رکھتا تھا اور ایسے ہی لڑکوں کے سروں پر بھی اور گھوڑوں کی دوڑ کرواتا تھا اور جب کوئی بندر مر جاتا تھا اور اس کو اس کے مرنے کا صدمہ ہوتا تھا اور کہا گیا ہے کہ اس کی موت کا سبب یہ تھا کہ اس نے ایک بندر کو اٹھایا ہوا تھا اور اس کو اچھالتا تھا کہ اس نے اس کو کاٹ لیا مؤرخین نے اس کے علاوہ بھی اس کے قبائح بیان کیے ہیں۔[1]

1۔ البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۶۵ طبع مصر، امام پاک اور یزید پلید صفحہ ۹۱،۹۲۔

علامہ امام الکیاالہراسی شافعی فرماتے ہیں (جس کو علامہ دمیری نے نقل کیاہے)

واما قول السلف ففیہ لکل واحد من ابی حنیفۃ ومالک واحمد قولان تصریح وتلویح ولنا قول واحد التصریح دون التلویح و کیف لا یکون کذالک وھو المتصید بالفھد ویلاعب بالنرد ومد من الخمر ومن شعرہ فی الخمر

اقول لصحب ضمت الکاس شملھم

وداعی صبابات الھوی یترنم

خذوا بنصیب من نعیم ولذۃ

فکل وان طال اعدی یتصرم

و کتب فصلا طویلا اضربنا عن ذکرہ ثم قلب الورقۃ و کتب ولو مددت ببیاض لاطلقت العنان وبسطت الکلام فی مخاذی ھذا الرجل۔

رہا یزید پر لعنت کرنا تو اس میں سلف صالحین امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے دو قسم کے قول ہیں ایک تصریح یعنی اس کا نام لے کر لعنت کرنا دوسرا تلویح یعنی بغیر نام لیے اشارۃً لعنت کرنا لیکن ہمارے نزدیک ایک ہی قول تصریح کا ہے نہ کہ تلویح کا اور یہ کیوں نہ ہوتا جبکہ وہ یزید چیتوں کا شکار کھیلتا اور شطرنج سے کھیلتا اور ہمیشہ شراب پیتا تھا چنانچہ اسی کے اشعار میں سے ایک شراب کے بارے میں یہ ہے کہ میں اپنے ساتھیوں سے کہتا ہوں جن کو دور جام وشراب نے جمع کر دیا ہے اور عشق کی گرمیاں ترنم سے پکار رہی ہیں کہ اپنی

نعمتوں اور لذتوں کے حصہ کو حاصل کرلو کیونکہ ہر انسان ختم ہو جائے گا خواہ اسکی عمر کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو اس پر فقیہ الہراسی نے ایک لمبی فصل لکھی ہے جس کے ذکر کو ہم نے طویل ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے پھر انہوں نے ایک ورق پلٹا اور لکھا کہ اگر اس میں کچھ اور بھی جگہ ہوتی تو میں قلم کی باگ ڈھیلی چھوڑ دیتا اور کافی تفصیل سے اس (یزید) کی رسوائیاں لکھتا۔[1]

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۳۴ھ فرماتے ہیں:

"یزید بے دولت از اصحاب نیست در بد بختی او کرا سخن کارے کہ آں بد بخت کردہ ہیچ کافر فرنگ نہ کند "یعنی یزید بے دولت صحابہٴ کرام میں سے نہیں اس کی بد بختی میں کس کو کلام ہے جو کام اس نے کیے ہیں کوئی کافر فرنگی بھی نہ کرے گا۔[2]

امام المحدثین حضرت علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ فرماتے ہیں:

فامتنع الحسین علیه السلام من بیعته لانه کان فاسقاً مدمنا للخمر و خرج الحسین الی مکة.

پس انکار کیا امام حسین علیہ السلام نے یزید کی بیعت سے کیونکہ وہ فاسق، شرابی اور ظالم تھا اور امام حسین مکہ شریف لے گئے۔[3]

1۔ حیٰوۃ الحیوان جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ بحوالہ امام پاک اور یزید پلید صفحہ ۹۳، ۹۲۔

2۔ مکتوبات امام ربانی جلد ۱ صفحہ ۵۴ بحوالہ امام پاک اور یزید پلید ۹۴۔

3۔ سر الشہادتین صفحہ ۱۲ بحوالہ امام پاک اور یزید پلید صفحہ ۱۲۔

امام ابو بکر احمد بن علی جصاص رازی حنفی متوفی ۳۷۰ھ فرماتے ہیں:

وقد کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یغزون بعد الخلفآء الاربعة مع الامراء الفساق وغزا ابو ایوب الانصاری مع یزید اللعین.

یعنی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کرتے تھے خلفاء راشدین کے بعد فاسق امراء کے ساتھ اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے یزید لعین کے ساتھ جہاد کیا تھا۔[1]

امام طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری متوفی ۵۴۲ھ فرماتے ہیں:

اللعن علی یزید بن معاویہ ... قال رحمہ اللہ سمعت عن الشیخ الامام الزاهد قوام الدین الصفاری انه کان یحکی عن ابیه انه یجوز ذلك ویقول ... لاباس باللعن علی یزید.

یعنی یزید پر لعنت کرنے کے بارے میں امام علامہ قوام الدین الصفاری اپنے والد سے حکایت بیان کرتے ہیں کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے اور فرماتے ہیں یزید پلید پر لعنت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔[2]

عارف باللہ علامہ امام عبد الرحمٰن جامی متوفی ۸۹۸ھ فرماتے ہیں:

صد لعنت بر یزید دیگر مزید

یعنی یزید پر سو لعنتیں ہوں اور بھی۔[3]

1۔ احکام القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۱۹۔

2۔ خلاصۃ الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۳۹۰۔

3۔ تذکرہ مولانا عبد الرحمن جامی صفحہ ۶۶۔

علامہ ملا علی قاری مکی متوفی ۱۰۱۴ھ فرماتے ہیں:

اتفقوا علی جواز اللعن علی من قتلہ او امر بہ او اجازہ اور ضی بہ
اس بات کے جواز پر متفق ہیں کہ جس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا یا اس کا حکم دیا یا اجازت دی یا اس پر راضی ہوا ان سب پر لعنت جائز ہے۔[1]

علامہ محمد بن عبد الرسول برزنجی متوفی ۱۱۰۳ھ فرماتے ہیں:

حضرت ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الھمزیہ میں فرمایا کہ اس میں تعجب کیا ہے کہ یزید نے قبیح ترین گناہوں کا ارتکاب کیا اور تقویٰ کی تمام حدیں توڑ کر فسق و فجور کا بازار گرم کیا اس سے بڑھ کر اور فسق و فجور کا وقوع غیر ممکن نظر آتا ہے بلکہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے تو صراحۃً کافر کہا آپ کی پرہیز گاری اور علم پر اعتماد کیا جائے تو انہوں نے یہ فیصلہ ان فیصلوں سے صادر فرمایا جو ان کے علم و ورع کا تقاضہ ہے جیسے ان کے ہاں ثبوت مضبوط ہو گا دوسروں کو نہ پہنچا ہو تو وہ معذور ہیں جیسے امام غزالی علیہ الرحمہ وغیرہ۔[2]

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین و ملت، امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ متوفی ۱۳۴۰ھ فرماتے ہیں:

اس طائفہ حائفہ خصوصاً ان کے پیشوا کا حال مثل یزید پلید علیہ ما علیہ ہے کہ محتاطین نے اس کی تکفیر سے سکوت پسند کیا ہاں یزید مرید اور ان کے امام عنید

1۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۷۔
2۔ الاشاعہ لاشراط الساعۃ صفحہ ۱۹۰ مترجم۔

میں اتنا فرق ہے کہ اس خبیث سے ظلم وفسق متواتر مگر کفر متواتر نہیں اور ان حضرت سے یہ سب کلمات کفر اعلیٰ درجہ تواتر پر ہیں۔[1]

سیّدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کہ یزید کو اگر کوئی کافر کہے تو ہم منع نہیں کریں گے اور خود نہ کہیں گے۔[2]

دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

اوس خبیث نے مسلم بن عقبہ مری کو مدینۂ سکینہ پر بھیج کر سترہ سو مہاجرین وانصار و تابعین کبار کو شہید کرایا اور اہل مدینہ کو لوٹ اور قتل اور انواع مصائب میں مبتلا رہے اور فوج اشقیاء نے مسجد اقدس میں گھوڑے باندھے اور کسی کو وہاں نماز نہ پڑھنے دی۔ اہل حرم سے یزید کی غلامی پر بہ جبر بیعت لی کہ چاہے بیچے چاہے آزاد کرے جو کہتا میں خدا اور سول کے حکم پر بیعت کرتا ہوں اسے شہید کرتے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی بے حرمتی کر چکے خانۂ خدا پر چلے راہ میں مسلم بن عقبہ مر گیا حصین بن نمیر نے مع فوج کثیر مکہ میں پہنچ کر بیت اللہ کو جلا دیا اور وہاں کے رہنے والوں پر طرح طرح کا ظلم و ستم کیا۔[3]

سیّدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

یزید پلید کے بارے میں ائمہ اہل سنت کے تین قول ہیں امام احمد وغیرہ اکابر اسے کافر جانتے ہیں تو ہر گز بخشش نہ ہو گی اور امام غزالی وغیرہ مسلمان کہتے

1۔ الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۶۰۔
2۔ الملفوظ حصہ اول ۱۱۴۔
3۔ احسن الوعاء صفحہ ۵۲۔

ہیں تو اس پر کتنا ہی عذاب ہو بالآخر بخشش ضرور ہو گی اور ہمارے امام سکوت فرماتے ہیں کہ ہم نہ مسلمان کہیں نہ کافر لہٰذا یہاں بھی سکوت کریں گے واللہ تعالیٰ اعلم۔[1]

سیّدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

یزید پلید علیہ مایستحقہ من العزیز المجید قطعاً یقینا باجماع اہل سنت فاسق فاجر وجری علی الکبائر تھا اس قدر ائمہ اہل سنت کا اطباق واتفاق ہے صرف اس کی تکفیر ولعن میں اختلاف فرمایا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اتباع وموافقین اسے کافر کہتے اور بہ تخصیص اس پر لعن کرتے ہیں اور اس آیۃ کریمہ سے اس پر سند لاتے ہیں۔

فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمی ابصارھم.

کیا قریب ہے کہ اگر والی ملک ہو تو زمین میں فساد کرو اور اپنے نسبی رشتہ کاٹ دو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت فرمائی تو انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

شک نہیں کہ یزید نے والی ملک ہو کر زمین میں فساد پھیلایا حرمین طیبین وخود کعبۂ معظمہ وروضۂ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں مسجد کریم میں گھوڑے باندھے ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے تین دن مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم بے اذان ونماز رہی مکہ ومدینہ وحجاز میں ہزاروں صحابہ وتابعین بے گناہ شہید کیے کعبہ معظمہ پر پتھر پھینکے غلاف شریف پھاڑا اور جلایا مدینہ طیبہ کی پاک دامن

1۔ احکام شریعت صفحہ ۸۸۔

پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پارے تو تین دن بے آب ودانہ رکھ کر مع ہمراہیوں تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گود کے پالے ہوئے تن نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے گئے کہ تمام استخوان مبارک چوُر ہوگئے۔ سر انور کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بوسہ گاہ تھا کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا اور منزلوں پھرایا حرم محترم مخذرات مشکوئے رسالت قید کیے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ خبیث کے دربار میں لائے گئے اس سے بڑھ کر قطع رحم اور زمین میں فساد کیا ہوگا ملعون ہے وہ جو ان ملعون حرکات کو فسق وفجور نہ جانے قرآن کریم میں صراحۃً اس پر لعنھم اللہ فرمایا لہٰذا امام احمد اور ان کے موافقین اس پر لعنت فرماتے ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ لعن و تکفیر سے احتیاطاً سکوت کہ اس سے فسق وفجور متواتر ہیں کفر متواتر نہیں اور بحال احتمال نسبت کبیرہ بھی جائز نہیں نہ کہ تکفیر اور امثال وعیدات مشروط بعدم توبہ ہیں لقولہ تعالیٰ فسوف یلقون غیا الا من تاب اور توبہ تادم غرغرہ مقبول ہے اور اس کے عدم پر جزم نہیں اور یہی احوط واسلم ہے مگر اس کے فسق وفجور سے انکار کرنا امام مظلوم پر الزام رکھنا ضروریات مذہب اہل سنت کے خلاف ہے اور ضلالت وبد دینی صاف ہے بلکہ امضافاً یہ اس قلب سے متصور نہیں جس میں محبت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شمہ ہو

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔[1]

صدر الشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۶۷ھ فرماتے ہیں:

1۔ عرفان شریعت جلد ۲ صفحہ ۳۱۔

یزید پلید فاسق فاجر مرتکب کبائر تھا معاذ اللہ اس سے ریحانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے کیا نسبت آجکل جو بعض گمراہ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے مقابلے میں کیا دخل ہے ہمارے وہ بھی شہزادے وہ بھی شہزادے ایسا بکنے والا مردود خارجی ناصبی، مستحق جہنم ہے ہاں یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے میں علماء اہلسنت کے تین قول ہیں امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مسلک سکوت یعنی ہم اسے فاسق وفاجر کہنے کے سوا نہ کافر کہیں گے نہ مسلمان۔[1]

قارئین کرام! یہ تمام ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ جنھوں نے اسلام کی ترویج و اشاعت کی ان کی اس قدر تصریحات کہ یزید لعنتی ہے اور وہ فاسق وفاجر تھا وہ نمازیں ترک کرتا تھا، وہ شراب پیتا تھا اور اس نے بے حد ظلم کیے اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے تو فرمایا اس نے ایسے کام کیے جو کوئی کافر بھی نہ کرے گا اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اس کے صریح کفر کے قائل ہیں اس کے بارے میں ذاکر نائیک جو میڈیا پر آکر اسلام کی حقانیت پر دلائل دینا ظاہر کرتا ہے اور لوگ جسے دانشور سمجھتے ہیں اس کا یہ کہنا کہ یزید پلید کے نام کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" کہا جائے اور سید الشہداء حضرت امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگ کو ایک "سیاسی جنگ" قرار دے جو درحقیقت حق اور باطل کی جنگ تھی کیا معنی رکھتا ہے یہ اس کی حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ سے بغض اور یزید پلید سے محبت کی علامت نہیں تو اور کیا ہے۔

1۔ بہار شریعت جلد ۱ صفحہ ۷۷۔

قارئین محترم! صحابہ کرام، تابعین عظام، آئمہ کرام، سلف صالحین، مشاہرین امت کی قابل قدر آراء آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں اور گروہ دشمنان اہل بیت و اولیاء الشیاطین کے بے باک ترجمان کے اقوال بد اطوار کو بھی ذہن میں رکھے اور دیکھتے جائیں کہ جب دلوں پر عداوتِ اہل بیت کی مہر لگ جائے، شقاوت قلبی، سیاہئ عصیاں چہروں سے ظاہر ہونے لگے تو کس کس طرح کے گمراہ کن عقائد سامنے آتے ہیں۔

یزید کی روایت کے بارے میں ائمہ کا فیصلہ

یزید پلید کی روایت مردود ہے وہ اس کا اہل نہیں ہے کہ اس سے روایت لی جائے اس کی روایت قبول کی جائے فن اسماء الرجال کے تمام ائمہ کا متفقہ فیصلہ ہے۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ فرماتے ہیں:

مقدوح فی عدالته ولیس بأهل ان یروی عنه وقال احمد بن حنبل لاینبغی ان یروی عنه.

یزید کی عدالت مجروح ہے اور وہ اس کا اہل نہیں کہ اس سے روایت لی جائے اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ یزید سے روایت نہیں لینا چاہیے۔[1]

1۔ لسان المیزان جلد ۷ صفحہ ۴۷۵،۴۷۳ طبع داراحیاء التراث بیروت۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۲۴۱ھ فرماتے ہیں:

"لاینبغی ان یروی عنہ"

کہ یزید سے روایت نہیں کرنی چاہیے۔[1]

علامہ ذہبی متوفی ۷۱۸ھ فرماتے ہیں:

مقدوح فی عدالتہ لیس باھل ان یروی عنہ

اس کی عدالت مجروح ہے وہ اس بات کا اہل نہیں ہے کہ اس سے کوئی روایت لی جائے۔[2]

حدیث "مغفور لھم" کی حقیقت

بعض حضرات یزید پلید کو جس نے ہزاروں صحابہ کرام و تابعین عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا قتل عام کیا اور مسجد نبوی اور کعبۃ اللہ شریف کی شدید ترین توہین کی جنتی اور بخشا ہوا ثابت کرتے ہیں۔

چنانچہ وہ اس حدیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں۔

"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لھم"۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت کا وہ لشکر بخش دیا جائے گا جو قیصر کے شہر پر سب سے پہلے حملہ کرے گا۔[3]

1۔ میزان الاعتدال جلد ۶ صفحہ ۱۱۴۔

2۔ میزان الاعتدال جلد ۶ صفحہ ۱۱۴۔

3۔ صحیح بخاری جلد ۱، کتاب الجہاد باب ما قیل فی قتال الروم صفحہ ۴۱۰۔

حدیث مغفور لھم کی فنی حیثیت

علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ اس روایت کے بارے میں کہتے ہیں تفردبہ البخاری یعنی امام بخاری کے سوا کسی اور محدث نے اس کو روایت نہیں کیا۔[1]

نیز علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ اور علامہ امام بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ فرماتے ہیں:

"والاسناد کلہ شامیون" اس روایت کے تمام راوی شامی ہیں۔[2]

نیز اس حدیث کا سلسلہ سند اس طرح ہے۔

حدثنا اسحٰق بن یزید بن ابراھیم الدمشقی حدثنا یحیٰ بن حمزۃ بن واقد الدمشقی حدثنا ثوربن یزید الحمصی عن خالد بن معدان الحمصی عن عمیر بن الاسود العسمی الحمصی.

اس حدیث کا پہلا راوی اسحاق ہے جو کہ علماء رجال کے نزدیک ضعیف ہے چنانچہ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ فرماتے ہیں:

قال ابن ابی حاتم کتب عنہ ابی سمعت ابازعہ یقول ادرکناہ ولم نکتب عنہ.

ابن ابی حاتم بیان کرتے ہیں میرے باپ نے اس سے حدیث لکھی اور میں نے ابوزعہ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کا زمانہ پایا ہے مگر (بوجہ ضوف کے) اس کی حدیث نہیں لکھی۔[3]

1۔ البدایہ والنھایہ جلد ۶ صفحہ ۲۲۲۔
2۔ فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۱۲۷، عمدۃ القاری جلد ۱۴ صفحہ ۱۹۹، ۱۹۸۔
3۔ تہذیب التھذیب جلد ۱ صفحہ ۲۲۰۔

اس روایت کا دوسرا راوی یحیی بن حمزہ دمشقی ہے جس کے بارے علامہ ذھبی متوفی ۷۱۸ھ لکھتے ہیں:

عن یحییٰ کان میرمی بالقدر.

یحییٰ سے روایت ہے کہ اس پر قدری ہونے کا الزام تھا۔[1]

نیز اس کے متعلق علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ فرماتے ہیں:

کان یرمی بالقدر عن ابن معین انه کان قدریا.

اس پر قدری ہونے کا الزام ہے اور ابن معین سے روایت ہے کہ یہ قدری تھا۔[2]

اور اس روایت کا تیسرا راوی "ثور" ہے چنانچہ علامہ ذھبی متوفی ۷۱۸ھ لکھتے ہیں:

قال ابن معین مارأیت احد ایشك انه قدری ... وقال ابن المبارك سألت سفیان عن الاخذ عن ثور فقال خذواعنه واتفقو قرنیه ... عن ابن ابی رواد انه کان اذااتاه من یرید الشام قال ان بها ثورا فاحذرلا ینطحك بقرنیه قال احمد بن حنبل کان ثور یرمی القدر وکان اهل حمص نفوه واخرجواعن عبدالله بن سالم قال ادرکت اهل حمص وقد خرجوا ثوراًواحرقوادارہ لکلامه فی القدر.

ابن معین نے فرمایا ثور بن یزید کے قدری ہونے میں کسی ایک کو بھی شک نہیں ابن مبارک نے سفیان سے ثور سے روایت لینے کے بارے میں پوچھا

1۔ میزان الاعتدال جلد ۶ صفحہ ۴۲۔

2۔ تہذیب التھذیب جلد ۱ صفحہ ۲۰۰۔

فرمایا لے لو مگر اس کے سینگوں سے بچو ابن ابورواد شام جانے والوں کو فرمایا کرتے تھے خیال کر کے جانا وہاں ایک ثور ہے کہیں تمہیں وہ اپنے سینگوں سے ٹکر نہ ماردے امام احمد بن حنبل نے فرمایا ثور کے قدری ہونے کی وجہ سے اہل حمص نے اس کو وہاں سے نکال دیا عبد اللہ بن سالم سے روایت ہے کہ اہل حمص نے اس کو نکال کر اس کے گھر کو آگ لگادی اس کے قدری ہونے کی وجہ سے۔[1]

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ فرماتے ہیں:

یقال انه قدریا وکان جده قتل یوم الصفین مع معاویة وکان ثوراً اذاذکر علیا قال لاحب رجلاً قتل جدی نفاه اهل حمص لکونه قدریا.

یعنی کہا جاتا ہے کہ یہ شخص قدری المذھب تھا اس کا دادا جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معصیت میں مارا گیا چنانچہ ثور جب حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا کرتا تاکہ میں ایسے شخص کو دوست نہیں رکھتا جس نے میرے دادا کو قتل کیا اہل حمص نے اس کو قدری ہونے کی وجہ سے شہر بدر کر دیا تھا۔[2]

معلوم ہوا کہ یہ شخص قدری ہونے کے ساتھ ساتھ ناصبی بھی تھا اور اہل بیت کا دشمن بھی تھا۔

1۔ میزان الاعتدال جلد ۱ صفحہ ۲۷۴۔

2۔ تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۲۳۔

اس روایت کا چوتھا راوی خالد بن معدان ہے جس کے متعلق علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ فرماتے ہیں:

"یرسل کثیرا" یعنی یہ شخص روایت کرتے وقت ارسال سے بہت کام لیتا تھا۔[1]

نیز خالد بن معدان کے بارے میں علامہ عقیلی نے لکھا ہے:

"کان صاحب شرطة یزید"

یعنی وہ یزید کے لشکر کا ایک افسر تھا۔[2]

حضرت علامہ مولانا عبد السلام قادری رضوی صاحب فرماتے ہیں:

علاوہ ازیں ان تمام راویوں کا دمشقی (شامی) حمصی ہونا بری طرح کھٹکتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان راویوں نے اپنی طرف سے یا حکومت وقت کے اشارے پر ایسی روایات وضع کرکے اسلامی شہروں میں پھیلا دیں جن سے سلاطین وقت کی خوشنودی ہوسکے ان حقائق قویہ کی روشنی میں واضح ہوگیا کہ یہ روایت بالکل وضعی وجعلی اور ناقابل استدلال۔[3]

امام المحدثین حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ فرماتے ہیں:

زیرا کہ روایت اور از اکثر اہل شام بطریق مناولۃ کتب است نہ بطریق تحقیق بخاری کی اکثر روایات شامیوں سے بطریق مناولۃ ہیں تحقیق کے ساتھ نہیں۔

1۔ تہذیب التھذیب جلد ا صفحہ ۲۲۔

2۔ الضعفاء الکبیر جلد ا صفحہ ۱۷۹ بحوالہ اہل اسلام کی نظر میں یزید صفحہ ۲۰۳۔

3۔ شہادت نواسئہ سید الابرار و مناقب آل النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۵۴۳۔

یعنی ان کتابوں سے ماخوذ ہیں خود ان کے مؤلفین سے نہیں سنی گئی کو بطریق تحقیق ہوتیں۔[1]

حدیث مغفور لھم کا تحقیقی جواب

"حدیث مغفور لھم" کے بعض جوابات فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا سراج احمد سعیدی صاحب دامت برکاتہم کی تصنیف "اہل اسلام کی نظر میں یزید" سے لیے ہیں جس کے بارے میں حضرت فاضل مصنف فرماتے ہیں کہ "ان میں سے بعض نوٹس استاذ العلماء فخر العلماء شیخ القرآن والحدیث مناظر اسلام حضرت مولانا منظور احمد صاحب فیضی مدظلہ العالی (رحمۃ اللہ علیہ) کی عنایات عالیہ سے حاصل ہوئے ہیں اور ان کی تحقیق وکاوش کا نتیجہ ہیں۔[2]

حضرت فاضل مصنف اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"عمیر بن اسود نے حضرت عبادہ بن صامت کی زوجہ سے (جو ایک باپردہ خاتون تھیں) یہ روایت تنہائی میں کیسے سن لی؟ کیونکہ یہ روایت بعینہ عمیر کے سوا کسی سے مروی نہیں حالانکہ حضرت انس نے اپنی خالہ زوجہ عبادہ بن صامت سے جو حدیث اس بارے میں بیان فرمائی ہے وہ حدیث عمیر کی روایت سے مختلف ہے اور وہ یہ ہے امام بخاری نے عبد اللہ بن یوسف سے وہ مالک سے وہ اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے انس بن مالک کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام بنت ملحان (جو حضرت انس

1۔ بستان المحدثین صفحہ ۲۸۰ بحوالہ اہل اسلام کی نظر میں یزید صفحہ ۲۰۳۔

2۔ اہل اسلام کی نظر میں یزید صفحہ ۲۱۰، ۲۱۱۔

کی خالہ اور عبادہ بن صامت کی زوجہ تھیں) کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ آپ کو کھانا کھلاتی تھیں اور ام حرام عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں حسب عادت ایک دن آپ اس کے پاس گئے تو ام حرام نے آپ کو کھانا کھلایا ... پھر آپ سو گئے اور ہنستے ہوئے بیدار ہوئے ام حرام کہتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟

فرمایا اس وقت میری امت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے خواب میں پیش کیے گئے جو بحری جہاز پر سوار تھے اور تخت نشین بادشاہوں کی طرح تھے ام حرام نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے ان لوگوں میں شامل کردے آپ نے میرے (ام حرام) کے لیے دعا کی اس کے بعد آپ کو پھر نیند آگئی اور آپ تھوڑی دیر بعد ہنستے ہوئے بیدار ہوئے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ فرمایا اب کی مرتبہ خواب میں میری امت کے لوگ خدا کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے سامنے لائے گئے جیسا کہ آپ نے پہلی بار فرمایا تھا ام حرام کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے ان میں شامل کردے آپ نے فرمایا تم پہلے لوگوں میں سو ہو چنانچہ وہ حضرت معاویہ کے زمانہ (سربراہی) میں دریا سوار ہوئیں جب دریا سے باہر نکلنے لگیں تو سواری کے جانور سے گر پڑیں اور اللہ کو پیاری ہو گئیں۔[1]

1۔ بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۰۵، ۴۰۳، ۳۹۲، ۳۹۱ بخاری مترجم وہابیہ جلد ۲ صفحہ ۹۱، ۶۴، ۸۶، ۶۰ ۱البدایہ والنہایہ جلد ۶ صفحہ ۲۲۲۔

تاریخ گواہ ہے کہ آپ کی یہ خواب والی بشارت من وعن پوری ہوئی اور یہ معاملہ حضرت امیر معاویہ کی بادشاہی کے زمانہ میں سامنے آیا لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ اس حدیث میں "مغفور لھم" کا ذکر کہیں نہیں ہے خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب والی کیفیت کو ام حرام سے روایت کرنے والے دو شخص ہیں ایک حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رشتہ میں بھانجے لگتے ہیں [1] اور دوسرے عمیر بن اسود ام حرام کے غیر محرم اور قطعی اجنبی ہیں بھانجے والے روایت خالہ سے اور ایک غیر محرم اجنبی کی روایت ایک باپردہ خاتون سے پھر ان دونوں روایتوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے بہت بڑا اچنبھا نہیں تو اور کیا ہے حضرت انس کی روایت جو روایت ودرایت کے تمام تقاضے پورے کرتی ہے اور جس کے افراط و تفریط سے منزہ ہونے میں بھی شک کی گنجائش نہیں کی موجودگی میں عمیر جیسے غیر معروف شخص کی روایت کے بارے میں اگر کوئی یہ کہہ دے کہ اس میں کوئی خاص ہاتھ کارفرما ہے یا کسی نوازش کی بارش کا نتیجہ ہے؟ تو اس کا کیا جواب ہو گا؟ [2]

1۔ رشید ابن رشید صفحہ ۱۴۶۔

2۔ اہل اسلام کی نظر میں یزید صفحہ ۲۰۵،۲۰۶،۲۰۷۔

قسطنطنیہ پر حملہ کب ہوا؟

قسطنطنیہ پر حملہ کب ہوا اور اس میں یزید شریک بھی تھا یا نہیں اس سلسلے میں مؤرخین کے چار اقوال ہیں:

۴۹ھ یا ۵۰ھ یا ۵۲ھ یا ۵۵ھ

علامہ ابن اثیر متوفی ۶۳۰ھ، ۴۹ھ کے بیان میں لکھتے ہیں:

فی ھذہ السنة وقیل سنة خمسین سار معاویة جیشا کثیفاً الی بلاد الروم للغزاة.

اس (۴۹) میں اور کہا گیا ۵۰ھ میں معاویہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک بھاری لشکر لڑائی کے لیے بلاد روم کی طرف بھیجا۔[1]

علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، ۴۹ کے بیان میں لکھتے ہیں:

فیھا غزا یزید بن معاویة بلاد الروم حتی بلغ قسطنطنیة.

اس یعنی ۴۹ھ میں یزید بن معاویہ نے بلاد روم میں لڑائی کی یہاں تک کہ قسطنطنیہ پہنچ گیا۔[2]

1۔ الکامل فی التاریخ جلد ۳ صفحہ ۱۳۱۔

2۔ البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۴۰۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ فرماتے ہیں:

وقال صاحب المراۃ والاصح ان یزید ابن معاویۃ غزافی سنۃ اثنین وخمسین الی القسطنطنیہ

صاحب مراۃ نے کہا ہے کہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ یزید بن معاویہ نے ۵۲ھ میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا۔[1]

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ فرماتے ہیں:

قال ابوذرعۃ الدمشقی غزا معاویۃ ابنہ یزید سنۃ خمس وخمسین.

یعنی ابوذرعہ دمشقی نے کہا معاویہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے بیٹے یزید کو ۵۵ھ میں لڑائی کے لیے بھیجا۔[2]

ان سب کا قدر مشترک یہ نکلا کہ یزید جس جنگ قسطنطنیہ میں شریک ہوا تھا جو ۴۹ھ سے ۵۵ھ میں ہوئی تھی خواہ وہ سپہ سالار رہا ہو یا سفیان بن عوف لیکن رومیوں پر یہ حملہ نہیں تھا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رومیوں پر سولہ حملے کیے تھے چنانچہ علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں:

لماقتل عثمان لم یکن للناس غزاۃ تغزون حتی کان عام الجماعۃ فاغز معاویۃ ارض الروم ست عشر غزوۃ تذھب سیریۃ فی الصیف وتشو بالارض الروم ثم تقفل وتعقبھا اخری.

1۔ عمدۃ القاری جلد ۱۴ صفحہ ۱۹۸۔

2۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۱ صفحہ ۴۰۵۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد جہاد بند رہا جب عام الجماعت آیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرزمین روم پر سولہ لڑائیاں کیں گرمی میں ایک لشکر جاتا اور جاڑے روم میں گذارتا اور جب وہ لوٹ آتا تو اس کے پیچھے دوسرا جاتا۔[1]

اور رومیوں پر پہلا حملہ ۴۲ھ میں ہوا چنانچہ علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں:

فیھا غزا المسلمون اللان والروم.

اس (۴۲ھ) میں مسلمانوں نے لان اور روم پر حملہ کیا۔[2]

قسطنطنیہ پر پہلے حملے کا سراغ یہ ملتا ہے کہ یہ سنہ ۴۳ھ میں حضرت بسر بن ارطاہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ہوا تھا البدایہ والنھایہ میں ہی ۴۳ھ کے بیان میں ہے۔

فیھا غزا بسر بن ارطاۃ بلاد الروم فتوغل فیھا حتی بلغ قسطنطنیۃ وشتی ببلادھم فیما زعم الواقدی وانکرہ غیر ذالك

اسی (۴۳ھ) میں بسر بن ارطاۃ نے بلاد روم پر حملہ کیا یہاں تک کہ قسطنطنیہ پہنچ گئے اور ان کے شہروں میں پھیل گئے جیسا کہ واقدی نے گمان کیا ان کے علاوہ اور لوگوں نے اس سے انکار کیا۔[3]

1۔ البدایہ والنھایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۳۔

2۔ البدایہ والنھایہ جلد ۸ صفحہ ۳۰۔

3۔ البدایہ والنھایہ جلد ۸ صفحہ ۳۱۔

حضرت مولانا علامہ عبد الحق مصباحی صاحب مد ظلہ العالی فرماتے ہیں:
یہ روایت یوں تو مجروح کر دی جاسکتی ہے کہ واقدی اس کے ساتھ منفرد ہیں دوسرے لوگ اس سے انکار کرتے مگر صحاح ستہ کی مشہور و معروف کتاب ابو داؤد میں ابو عمران سے یہ روایت ہے:

غزونامن المدینۃ نرید القسطنطنیہ وعلی الجماعۃ عبدالرحمن بن خالد بن الولید والروم ملاصقوا ظھورھم بحائط المدینۃ فحمل رجل علی العدو فقال الناس مہ مہ لا الہ الا اللہ یلقی بیدیہ الی التھلکۃ فقال ابو ایوب انما نزلت ھذہ الآیۃ فینا معشر الانصار لنا نصر اللہ نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واظھر الاسلام قلنا نقیم فی اموالنا ونصلحھا فانزل اللہ وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ فالالقاء بایدینا الی التھلکۃ ان تقیم فی اموالنا ونصلحھا وندع الجھاد قال ابو عمران فلم یزل ابو ایوب یجاھد فی سبیل اللہ حتی دفن بالقسطنطنیۃ.

یعنی ہم مدینہ سے قسطنطنیہ پر جہاد کے ارادے سے چلے اور سپہ سالار عبد الرحمن بن خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے رومی اپنی پیٹھ شہر پناہ سے ملائے ہوئے تھے ایک صاحب نے دشمن پر حملہ کر دیا اس پر لوگوں نے کہا بس بس لا الہ الا اللہ یہ صاحب اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں یہ سن کر حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت ہم انصار کے بارے میں نازل ہوئی جب اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور اسلام کو غالب

کر دیا تو ہم نے کہا کہ اب ہم اپنے کاروبار میں لگ جائیں اسے درست کر لیں اور جہاد چھوڑ دیں تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا جہاد چھوڑنا ہے ابو عمران نے کہا کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ راہ خدا میں جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ قسطنطنیہ میں دفن ہوئے۔ [1]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ایک لشکر نے حضرت عبد الرحمن بن خالد بن ولید کی سر کردگی میں بھی قسطنطنیہ پر حملہ کیا تھا اور اس میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ابو داؤد میں یہ نہیں ہے کہ یہ حملہ کس سنہ میں ہوا تھا مگر جب یہ صراحت ہے کہ اس کے سپہ سالار حضرت عبد الرحمن بن خالد بن ولید تھے تو اس کا پتا لگا لینا آسان ہو گیا۔

حضرت عبد الرحمن بن خالد بن ولید کا وصال ۴۶ھ یا ۴۷ھ میں ہوا حوالہ کے لیے مندرجہ ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) البدایہ والنہایہ جلد ثامن ص ۳۱ پر ۴۶ھ کے وقائع میں ہے:

وقد ذکر ابن جریر ان رجلا یقال لہ ابن اثال سقاہ شربۃ فیھا سم فمات.

ابن جریر نے ذکر کیا کہ ایک مرد جس کا نام اُثال ہے اس نے (عبد الرحمن بن خالد) کو کوئی ایسی چیز پلا دی جس میں زہر تھا تو ان کا انتقال ہو گیا۔

1۔ سنن ابو داؤد جلد ا صفحہ ۳۴۰ باب جہاد فی قولہ عزوجل ولا تلقوا بایدیکم الخ۔

(۲) کامل ابن اثیر جلد ثالث ص ۲۲۹ پر ۴۶ھ کے وقائع میں ہے:

فلما قدم عبد الرحمن من الروم دس الیه ابن اثال شربة مسمومة فشربها فمات بحمص.

عبد الرحمن بن خالد روم سے جب واپس ہوئے تو ابن اُثال نے فریب دے کر کوئی ایسی چیز پینے کے لیے دی جس میں زہر ملا ہوا تھا۔

۳۔ اسد الغابہ جلد ثالث ص ۴۴۰ پر عبد الرحمن بن خالد کے ترجمہ میں یہ ہے کہ

ثم ان عبدالرحمن مرض فدخل علیه ابن النصرانی فسقاه سما ومات وذالك سنة سبع واربعین.

عبد الرحمن بیمار ہوئے تو ابن اُثال نصرانی ان کے پاس آیا اور ان کو زہر پلا دیا جس کی وجہ سے انتقال ہو گیا اور یہ ۴۷ھ میں ہوا۔

علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ کتاب "الاستیعاب" میں بھی عبد الرحمن بن خالد بن ولید کا ترجمہ موجود ہے لیکن انہوں نے سن وفات کا تذکرہ نہیں فرمایا ہے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ عبد الرحمن بن خالد کا انتقال ۴۶ھ یا ۴۷ھ میں ہوا تو لا محالہ قسطنطنیہ پر پہلا حملہ اس سے پہلے ماننا پڑے گا اس کی تائید کامل ابن اثیر کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں یہ ہے کہ عبد الرحمن بن خالد نے پہلے حملہ روم پر ۴۴ھ اور دوسرا حملہ ۴۶ھ میں کیا تھا۔

فی هذه السنة دخل المسلمون مع عبدالرحمن بن خالد بن وليد بلاد الروم وشتوا بها.

اسی سنہ (۴۴ھ) میں مسلمان عبد الرحمن بن خالد بن ولید کے ساتھ بلاد روم میں داخل ہوئے اور پھیل گئے۔

۴۶ھ کے وقائع کے بیان میں ہے:

فی هذه السنة كان شتىٰ مالك بن عبدالله بارض الروم وقيل بل كان عبدالرحمن بن خالد بن الوليد وقيل بل كان مالك بن هبيرة السكونی وفيها انصرف عبدالرحمن بن خالد من بلاد الروم الى حمص ومات.

اسی ۴۶ھ میں مالک بن عبد اللہ کی سرکردگی میں ارض روم پر چڑھائی ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ عبد الرحمن بن خالد بن ولید کی اور کہا گیا ہے مالک بن ھبیرہ کی سرکردگی میں اسی سال عبد الرحمن بن خالد بلاد روم سے لوٹے تو حمص میں ان کا انتقال ہو گیا۔[1]

بدایہ نہایہ صفحہ ۳۰ پر ہے:

فيها شتى المسلمون ببلاد الروم ومع اميرهم عبدالرحمن بن خالد بن الوليد وقيل كان اميرهم غيرهم.

اس سال مسلمان اپنے امیر عبد الرحمن خالد بن ولید کے ساتھ بلاد روم میں پھیل گئے یہ بھی کہا گیا کہ ان کا امیر کوئی اور تھا۔

1۔ جلد ثالث صفحہ ۲۲۹۔

اظہر یہی ہے کہ جس غزوے کا ذکر ابوداؤد میں ہے وہ یہی ۴۶ھ والا ہوگا اس میں یزید کی شرکت کا کوئی ذکر نہیں یہ گذر چکا کہ مؤرخین یزید کی شرکت جس جنگ میں بتاتے ہیں وہ ۴۹ھ یا ۵۰ھ یا ۵۲ھ یا ۵۵ھ میں ہوئی تاریخ کے استقصاء سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے اس ایک جنگ قسطنطنیہ کے یزید کسی بھی جنگ میں شریک نہیں ہوا۔ تو مؤرخین کے اجماع مؤلف سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت عبدالرحمن بن خالد نے قسطنطنیہ پر جو حملہ کیا تھا اس میں یزید شریک نہیں ہوا اور چونکہ بروایت صحیح یہی قسطنطنیہ پر بھی پہلا جہاد تھا اس لیے یزید اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر میں داخل نہیں ہوا اور جب اس میں داخل نہیں ہوا تو اس بشارت کا بھی مستحق نہ ہوا ابوداؤد صحاح ستہ میں اور مسلّم ہے کہ صحاح ستہ کی روایت عام کتب تاریخ کے مقابل بہرحال قابل ترجیح ہے۔ [1]

علامہ مصباحی صاحب قبلہ کی اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ یزید پلید قسطنطنیہ پر پہلا حملہ کرنے والے لشکر میں شامل نہ تھا۔

اس پر کسی کو یہ شبہ ہو کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جہاد قسطنطنیہ میں شریک تھے اور انہی ایام میں وصال فرمایا اور وہی مدفون ہیں اور ان کا وصال ۵۴ھ میں ہوا۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سن وفات میں کثیر اختلاف ہے۔

1۔ تحفظ عقائد اہل سنت صفحہ ۹۴۲۔

چنانچہ علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں:

قال الواقدی مات ابو ایوب بأرض الروم اثنین وخمسین وقال ابوزرعة توفی سنة خمس وخمسین والاول اثبت.

یعنی امام واقدی نے کہا کہ حضرت ابوایوب انصاری نے سرزمین روم میں ۵۲ھ میں وصال فرمایا ابوزرعہ دمشقی نے کہا کہ ۵۵ھ میں پہلی روایت اثبت ہے۔ [1]

اسی میں ہے:

فیھا غزا یزید بن معاویة بلاد الروم حتی بلغ قسطنطنیة وفیھا توفی ابو ایوب الانصاری.

اسی ۴۹ھ میں یزید نے بلاد روم میں جنگ کی یہاں تک کہ قسطنطنیہ پہنچ گیا اور اسی میں ابوایوب انصاری کا وصال ہوا اور ایک قول یہ ہے کہ اس غزوہ میں وصال نہیں ہوا اور اس کے بعد والے میں یعنی ۵۱ھ یا ۵۲ھ یا ۵۳ھ میں ہوا۔ [2]

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ فرماتے ہیں:

وتوفی فی غزاة القسطنطنیة سنة خمسین وقیل احدی اثنتین وخمسین وھو الاکثروقال ابوزرعة الدمشقی اغزی معاویة ابنه یزید سنة خمس وخمسین.

حضرت ابوایوب نے ۵۰ھ میں جنگ قسطنطنیہ میں وصال فرمایا اور نیز کہا گیا ۵۱ھ یا ۵۲ھ اور ۵۲ھ ہی کا قول اکثر ہے ابوزرعہ دمشقی نے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کو ۵۵ھ میں لڑائی پر بھیجا تھا۔

1۔ البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۷۲۔

2۔ البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۴۲۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ فرماتے ہیں:

مات القسطنطنية غازيا سنة خمسين.

ان کا وصال ۵۰ھ میں اس وقت ہوا جبکہ یہ قسطنطنیہ میں جہاد کر رہے تھے۔[1]

ابو داؤد کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ قسطنطنیہ میں دفن ہوئے اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اسی جنگ میں لڑتے رہے اور اس میں شہید ہوئے اور دوسرا یہ کہ وہ قسطنطنیہ پر برابر جہاد کرتے رہے جو لشکر روم سے لڑنے کے لیے جاتا ہے تو یہ بھی جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ وصال پا گئے اور قسطنطنیہ میں دفن ہوئے یہی دوسرا مطلب ظاہر ہے اور یہ مراد لینے کے بعد کوئی خلجان نہیں رہ جاتا اب آپ غور کریں کہ پہلا حملہ قسطنطنیہ پر حضرت عبدالرحمن بن خالد بن ولید کی سرکردگی میں ۴۶ھ میں ہوا اس میں بھی شریک رہے اور اسی میں وصال ہوا۔ اس کا حاصل یہ نکلا کہ قسطنطنیہ پر متعدد بار حملے ہوئے ۴۶ھ میں حضرت عبدالرحمن بن خالد کی زیر قیادت ۴۹ھ میں سفیان بن عوف کی ماتحتی میں ۵۲ھ میں یزید کی سرکردگی میں ان سب میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریک ہوئے اور ۵۲ھ میں وہیں وصال فرمایا۔

یہ بات تو ثابت ہو گئی کہ یزید پہلے لشکر میں شامل نہیں تھا بلکہ بعد والے لشکر میں جو حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں گیا تھا بطور معمولی سپاہی شریک تھا اور اس میں بھی یزید خوشی و رضا سے شریک نہ ہوا

1۔ عمدۃ القاری جلد ۲ صفحہ ۲۷۶۔

بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سخت حکم دے کر بھیجا تھا چنانچہ علامہ ابن اثیر متوفی ۶۳۰ھ لکھتے ہیں:

وفی هذه السنة وقيل سنة خمسين سير معاوية جيشاً كثيفاً الى بلاد الروم للغزاة وجعل عليهم سفيان ابن عوف وامر ابنه يزيدا بالغزاة معهم فتثاقل واعتل فامسك عنه ابوه فاصاب الناس فی غزاتهم جوع ومرض شديد فانشاء يزيد يقول شعر

ما ان ابالی بما لاقت جموعهم
بالغرقدونة من حمی ومن يوم
اذا اتكات علی الانماط مرتفعًا
بدير سران عندی ام كلثوم

ام كلثوم امراته فبلغ معاوية شعره فاقسم عليه ليلحقن بسفيان فی ارض الروم ليصبه بما اصاب الناس فسار اومعه جمع كثير اضافهم اليه ابوه.

اس یعنی ۴۹ھ اور کہا گیا ۵۰ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بڑا بلاد روم کی جانب جنگ کے لیے بھیجا اس کا سپہ سالار سفیان ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا اپنے بیٹے یزید کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ جائے تو وہ بیمار بن گیا اور عذر کر دیا اس پر اس کے باپ رہ گئے لوگوں کو بھوک اور سخت بیماری لاحق ہو گئی یہ سن کر یزید نے یہ اشعار پڑھے مقام فرقدونہ میں لشکر پر کیا بلا نازل ہوئی بخار آیا کہ سرسام میں مبتلا ہوئے مجھے کچھ پرواہ نہیں جبکہ میں اونچی قالین پر دیر سران میں بیٹھا ہوں اور ام کلثوم میرے بغل میں ہے۔

ام کلثوم یزید کی بیوی تھی جب حضرت امیر معاویہ نے یہ اشعار سنے تو یزید کو قسم دی کہ ارض روم جا کر سفیان کے ساتھ ہو جا تا کہ تو بھی ان مصائب سے دوچار ہو جن سے غازیان اسلام ہوئے اب مجبور ہو کر یزید گیا معاویہ نے اس کے ساتھ ایک بڑی جماعت کر دی۔[1]

اب یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ یزید پہلے جیش میں ہیں بلکہ اس کے بعد والے جیش میں بطور ایک معمولی سپاہی اور بادل نخواستہ شریک ہوا۔

اگر بالفرض یہ بھی مان لیں کہ یزید اول جیش میں بھی شریک تھا تو اس حدیث کی وجہ سے کیا وہ جنتی ہے؟

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ فرماتے ہیں:

اس روایت "مغفور لهم" سے بعض لوگوں نے یزید کی نجات پر استدلال کیا ہے اس لیے کہ وہ بھی اس دوسرے لشکر میں نہ صرف شریک بلکہ اس کا افسر و سربراہ تھا جیسا کہ تاریخ شہادت دیتی ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ اس روایت سے صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ اس غزوہ سے جو اس نے گناہ کیے تھے وہ بخش دیے گئے کیونکہ جہاد کفارات میں سے ہے اور کفارات کا کام یہ ہے کہ وہ سابقہ گناہوں کے اثر کو زائل کر دیتے ہیں بعد میں ہونے والے گناہوں کے اثر کو نہیں ہاں اگر اسی کے ساتھ یہ بھی فرما دیا ہو تا کہ قیامت تک کے لیے اس کی بخشش کر دی گئی تو بے شک یہ روایت اس کی نجات پر دلالت کرتی ہے اور جب یہ صورت نہیں تو نجات بھی ثابت نہیں بلکہ اس صورت میں اس کا معاملہ حق تعالیٰ

1۔ الکامل فی التاریخ جلد ۳ صفحہ ۱۳۱۔

کے سپرد ہے اور اس غزوہ کے بعد جن جن برائیوں کا وہ مرتکب ہوا ہے یعنی حضرت امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا، مدینہ طیبہ کر تاراج وبرباد کرنا، شراب خوری پر اصرار کرنا ان سب گناہوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے وہ چاہے تو معاف کردے اور چاہے تو عذاب دے جیسا کہ تمام گناہگاروں کے بارے میں یہی طریقہ جاری ہے علاوہ ازیں وہ احادیث جو ان لوگوں کے بارے میں آئی ہیں کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت طاہرہ کی ناقدری کرتے اور حرم کی حرمت کو پامال کرتے اور سنت نبوی کو بدل ڈالتے ہیں وہ سب حدیثیں بالفرض اس حدیث میں اگر ''مغفرت عام'' بھی مراد لی جائے جب بھی اس کے عموم کی تخصیص کے لیے باقی رہیں گی۔[1]

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے اس کلام سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اس غزوہ کے بعد سیّد الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرانا نیز اہل مدینہ کو قتل کرانا حرمین شریفین کی بے حرمتی اور شراب خوری، نماز کو ترک کرنا وغیرہ کا مرتکب ہوا تو اس حدیث سے اس کے بعد والے گناہوں کی معافی نہیں ہوگی۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ فرماتے ہیں:

قال المهلب فی هذا الحدیث منقبة لمعاویة لانه اول من غزا البحر ومنقبه لولده لیزید لانه اول من غزا مدینة قیصر انتهی قلت ای منقبة کانت یزید وحاله مشهور فان قلت قال صلی الله علیه وسلم

1۔ شرح تراجم بخاری جلد ا صفحہ ۳۱، ۳۲، بحوالہ اہل اسلام کی نظر میں یزید صفحہ ۲۰۸۔

فی حق هذا الجیش مغفور لهم قلت لایلزم من دخوله فی ذالك وان لایخرج بدلیل خاص اولا یختلف اهل العلم ان قوله صلی الله علیه وسلم مغفور لهم مشروط بأن یکون من اهل المغفرة حتی لوارتد واحد ممن غزاها بعد ذالك العموم فدل علی ان المراد مغفور لهم لمن وجد شرط المغفرة فیه منهم.

یعنی مہلب نے کہا اس حدیث سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت ثابت ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے ہی سب سے پہلے دریائی جنگ لڑی اور ان کے بیٹے یزید کی بھی مدح نکلتی ہے کیونکہ اس نے سب سے پہلے قیصر کے شہر پر دھاوا کیا میں کہتا ہوں کہ یزید کی وہ کونسی منقبت تھی جبکہ اس کا حال مشہور ہے اگر تم یہ کہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کے حق میں "مغفور لهم" فرمایا ہے تو میں کہوں گا کہ اس عام میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی دلیل خاص سے نہ نکلے اس لیے کہ اہل علم کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہ ارشاد اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ یہ لوگ اہل مغفرت ہوں یہاں تک کوئی اس جنگ کے شرکاء میں سے مرتد ہو جائے تو وہ اس عموم میں داخل نہیں رہے گا اس سے معلوم ہوا کہ ان شرکاء میں سے مغفرت صرف انہیں کی ہوگی جن میں مغفرت کے شرائط پائے جاتے ہوں۔[1]

نیز علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ اور علامہ احمد قسطلانی متوفی ۹۱۱ھ بھی تقریباً اسی طرح فرماتے ہیں۔

1۔ عمدۃ القاری جلد ۱۴ صفحہ ۱۹۹، ۱۹۸، بحوالہ تحفظ عقائد اہل سنت صفحہ ۹۴۸۔

حدیث "مغفور لھم" اور غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی اس بارے میں تحقیق انیق کچھ اس طرح ہے اس کو حضرت علامہ مولانا سراج احمد سعیدی مدظلہ نے "اہل اسلام کی نظر میں یزید" نامی کتاب میں نقل کی ہے۔

دلیل خاص سے جو مستثنیٰ ہو وہ حکم عام میں داخل نہیں بخاری شریف صفحہ ۴۱۰ پر آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت سے جس نے مدینہ قیصر پر پہلے چڑھائی کی ان کے لیے بخشش ہے لوگ اس حدیث سے استدلال پکڑتے ہیں کہ "مغفور لھم" میں یزید بن معاویہ داخل ہے کیوں کہ اس نے مدینہ قیصر پر پہلے چڑھائی کی اور مستدلین مدینہ قیصر سے مراد لیتے ہیں قسطنطنیہ اور یزید کو "مغفور لھم" میں شامل کرتے ہیں میں نہیں مانتا کہ مدینہ قیصر اس وقت قسطنطنیہ تھا بلکہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس وقت مدینہ قیصر حمص تھا اور حمص پر یزید بن معاویہ نے چڑھائی نہیں کی بلکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے ایک سال پہلے حمص پر لشکر بھیجا تھا سال بھر یہ لشکر جنگ کرتا رہا فتح حاصل نہیں ہوئی پورے سال بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی لشکر وہیں رہا حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو مزید کمک بھیجی پھر حمص فتح ہوا جہاد کی ابتداء دورِ صدیقی

میں ہوئی اور انتہاء دورِ فاروقی میں ہوئی اب اس حدیث سے استدلال غلط ہوا کیونکہ مدینہ قیصر اس وقت حمص تھا اور اس پر یزید نے چڑھائی نہیں کی اور اگر میں علی سبیل التنزل مان لوں کہ مدینہ قیصر اس وقت قسطنطنیہ تھا تو پھر میں کہوں گا کہ یزید اول تو پہلے جیش میں داخل نہیں ہے اگر جیش میں داخل ہو تو یہ ایک ایسا لفظ ہے جو جماعت پر بولا جاتا ہے ایک کو جیش نہیں کہتے لفظ جیش عام ہے اور عام افراد کو شامل ہوتا ہے جس طرح المطلقات عام اور افراد کو شامل ہے۔[1]

مدینہ قیصر سے مراد کون سا شہر ہے؟

حضرت علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۵۲ھ تحریر فرماتے ہیں:

ان المراد بمدينة التى كان بها يوم قال النبى صلى الله عليه وسلم تلك المقالة وهى حمص وكانت دار مملكته اذذاك.

یعنی مدینہ قیصر سے مراد وہ شہر ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے وقت قیصر کا دارالمملکت تھا اور وہ حمص تھا۔[2]

شیخ الاسلام محمد صدر الصدور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مراد "بمدینۃ قیصر" مدینہ باشد کہ قیصر درآنجا بود روزے کہ فرمود ایں حدیث را آنحضرت وآں حمص است کہ دراں وقت دار مملکت او بود.

1۔ اہل اسلام کی نظر میں یزید صفحہ ۲۱۲،۲۱۱۔

2۔ فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۱۲۸ بحوالہ اہل اسلام کی نظر میں یزید صفحہ ۲۱۳۔

مدینہ قیصر سے مراد وہ شہر ہے کہ جہاں قیصر اس روز تھا جس روز آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی تھی اور وہ حمص تھا جو اس وقت قیصر کا دارالسلطنت تھا۔ [1]

خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۴۰۴ھ فرماتے ہیں:

حدیث قسطنطنیہ کی تاویل میں چونکہ تاریخی طور پر اتنے احتمال ہیں اس لیے اس سے مخالفین کا استدلال صحیح نہیں اذجاالاحتمال بطل الاستدلال غور فرمایئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے من قال لاالہ الا اللہ فقد دخل الجنۃ (الحدیث) کہ جس نے کلمہ لاالہ الااللہ پڑھا وہ جنتی ہو گیا چنانچہ ایک شخص کلمہ پڑھ کر بفرمان نبوی جنتی ہو جاتا ہے اور اس کلمہ کا صرف زبانی قائل رہتا ہے تو کیا وہ جنتی ہی رہے گا ہرگز نہیں بلکہ زکوٰۃ، جہاد اور ختم نبوت کے انکار اور بدعقیدہ ہو جانے کی وجہ سے وہ دلیل خاص سے اس عموم سے خارج ہو جائے گا اس اجمال کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ صرف زبانی کلمۂ توحید پڑھنے سے آدمی جنتی نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے شرائط ہیں جن کا ثبوت دوسری آیات احادیث میں صراحتاً ہے مومن رہنے کے لیے ضروری ہے کہ یہ کلمہ صدق قلب اور اخلاص سے پڑھے اور اس کا ہر طرح پابند رہے ورنہ منافقین جن کو اللہ تعالیٰ جھوٹے اور ان کا درک اسفل میں ہونا بیان فرماتا ہے ان کا بھی یقینا جنتی ہونا لازم آتا ہے اسی طرح ایمان کے لیے کچھ ایسی باتیں ہیں جن کو ضروریات دین کہا جاتا

1۔ شرح بخاری (فارسی) برحاشیہ تیسیر القاری جلد ۴ صفحہ ۶۶۸ بحوالہ اہل اسلام کی نظر میں یزید صفحہ ۲۱۴۔

ہے اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک امر ضروری کا انکار کرے تو وہ دین سے خارج ہو جاتا ہے اور یہ بشارت اس کو شامل نہیں ہے اسی طرح یزید پلید جہاد قسطنطنیہ کے بعد اپنے کردار بد کی وجہ سے ہر شرف اور سعادت سے محروم ہو گیا۔ علیہ ما یستحقہ۔[1]

شیخ الحدیث والتفسیر، فاتح عیسائیت، حضرت علامہ ابوالنصر سیّد محمد منظور احمد شاہ صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امتی امۃ مرحومہ میری امت اُمتِ مرحومہ ہے اس اشارہ سے قیامت تک کے تمام افراد امت رحمت و مغفرت کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ حالانکہ کفار و مشرکین اس سے خارج ہیں معنیٰ یہ ہو گا۔ جب تک امت اجابت میں رہیں گے۔ مرحومہ ہیں اور جب اس سے نکل گئے اور امت دعوت میں چلے گئے تو امتِ اجابت امت مرحومہ سے یقینا خارج ہو گئی۔ اس طرح مان بھی لیا جائے کہ یزید مغفور لہم میں شامل رہا مگر وہ اپنے اعمالِ قبیحہ کے پیش نظر اس سے خارج ہو گیا۔[2]

قارئین محترم! آپ نے مطالعہ فرمایا عنوان کی مناسبت سے جو کچھ قرآن واحادیث کے مضامین اور اقوال ائمہ ومحدثین پیش کیے گئے۔ یقینا احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لیے راقم السطور نے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا ہے اپنی معروضات کے اختتام پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ملت اسلامیہ کے

1۔ امام پاک اور یزید پلید صفحہ ۲۳۰،۲۲۹۔

2۔ مدینۃ الرسول صفحہ ۳۸۱،۳۸۰۔

لیے آقائے دوجہاں، خاتم مرسلاں صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت یہ کلمات اچھی طرح قلوب واذہان میں نقش کر لیجیے "میری محبت اور میرے اہلبیت کی محبت اپنی اولاد کو سکھاؤ" اس حدیث شریف کی روشنی میں ترشح ہوتا ہے کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت اہلبیت علیہم الرضوان کی خصوصی تعلیم، خصوصی متعلقین (اولاد) کے لیے خصوصی ہدایت ہے لہذا عام مسلمانوں کے لیے محبت اہل بیت کی تلقین بدرجہ اتم یوں ضروری قرار پائے گی کہ وہ متذکرہ حدیث شریف سے استفادہ کے بعد اپنے گھروں میں وصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عامل ہوں ان کلمات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی معاشرہ میں رسول پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور آپ کے اہلبیت اطہار (یعنی اولاد وعترت) کی محبت کی تلقین وتبلیغ حکم رسول کے مطابق ہے اور ظاہر ہے کہ اہلبیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت کی تبلیغ کی جائے گی تو اہلبیت کو ایذا دینے والوں کی مذمت بھی کی جائے گی اور یہ عمل مبارک عین منشائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو گا۔

قارئین محترم! بحیثیت امتی آپ کی وابستگی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اسی وابستگی کا واسطہ دیکر آپ سے سوال ہے درج بالا انداز تبلیغ سے ہٹ کر اگر کوئی شخص یزید کی تعریف ومحبت کی تبلیغ کرے تو لا محالہ اہلبیت کی شان میں گستاخیوں کا ارتکاب ہو گا یا نہیں؟ یقینا آپ کا جواب اصولی طور پر یہی ہو گا کہ اہل بیت کے دشمن کی محبت اہلبیت سے گستاخی کے مترادف ہے اب مجھے یہ کہنے اور لکھنے میں باک نہیں کہ "ذاکر نائیک" یزید کی محبت کا درس دے کر بدبختی سمیٹ

رہے ہیں اور ان کے بیانات سننے والے سب کچھ جانتے بوجھتے اگر ان کی تائید کرتے ہیں تو بھی ان بد بختوں میں حصہ دار ہوں گے، روز محشر حضور پر نور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدہ خاتونِ جنت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ایسے لوگوں کی طرف التفات نہیں فرمائیں گے۔

پیارے آقا حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ کی شفاعت سے بہرہ مند ہونے والے اور دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہونے والے صرف وہی افراد ہونگے جو مسلک حقہ اہلسنت وجماعت سے متعلق ہوں اور اہلبیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بارگاہ سے ثنا گر ہوں جبکہ دشمنان اہلبیت خصوصاً یزید پلید ملعون کی مذمت کرنے والے ہوں۔

دعا

پیر طریقت، فاتح عیسائیت حضرت علامہ مولانا ابو النصر سیّد محمد منظور احمد شاہ صاحب دامت برکاتہم آخر میں ایک دعا فرماتے ہیں راقم الحروف بھی اس دعا کو من و عن نقل کرتا ہے۔

اے رب کعبہ جو لوگ یزید کے حامی ہیں اور اسے حق جانتے ہیں ان کا حشر یزید کے ساتھ ہو اور ہمارا حشر جگر گوشہ بتول نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم امام عالی مقام سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کہ ہم حق جانتے اور مانتے ہیں۔

وصلی اللّٰہ علی حبیبہ سید الانبیاء محمد
والہ وصحبہ اجمعین [1]

سگانِ کوچۂ اہل بیتِ نبوت کا ادنیٰ پابوس
محمد اکرام المحسن فیضی غفرلہ

0300-2701740

1۔ مدینۃ الرسول صفحہ ۳۸۳۔

ماخذ و مراجع

۱۔	ترجمہ کنزالایمان	۲۔	تفسیر روح البیان
۳۔	تفسیر مظہری	۴۔	تفسیر روح المعانی
۵۔	تفسیر ابن کثیر	۶۔	تفسیر احکام القرآن
۷۔	صحیح بخاری	۸۔	صحیح مسلم
۹۔	سنن ابوداؤد	۱۰۔	مصنف عبد الرزاق
۱۱۔	سنن ابن ماجہ	۱۲۔	مستدرک حاکم
۱۳۔	صحیح ابن حبان	۱۴۔	مسند احمد بن حنبل
۱۵۔	دلائل النبوۃ بیہقی	۱۶۔	دلائل النبوۃ ابونعیم
۱۷۔	جامع ترمذی	۱۸۔	الکامل لابن عدی
۱۹۔	جامع صغیر	۲۰۔	مشکوٰۃ المصابیح
۲۱۔	عمدۃ القاری	۲۲۔	فتح الباری
۲۳۔	ارشاد الساری	۲۴۔	شرح فقہ اکبر
۲۵۔	خصائص کبری	۲۶۔	مرقات شرح مشکوٰۃ
۲۷۔	مجمع الزوائد	۲۸۔	کتاب الشفاء
۲۹۔	السراج المنیر	۳۰۔	وفاء الوفاء
۳۱۔	خلاصۃ الوفاء	۳۲۔	طبقات ابن سعد
۳۳۔	الکامل لابن کثیر	۳۴۔	البدایہ والنہایہ
۳۵۔	الصواعق المحرقہ	۳۶۔	جذب القلوب

۳۷۔	تکمیل الایمان	۳۸۔	لسان المیزان
۳۹۔	تاریخ الخلفاء	۴۰۔	حجۃ اللہ علی العلمین
۴۱۔	ماثبت من السنہ	۴۲۔	ترجمان السنۃ
۴۳۔	تاریخ مدینہ المنورہ	۴۴۔	شرح الصدور
۴۵۔	حیٰوۃ الحیوان	۴۶۔	اہل اسلام کی نظر میں یزید
۴۷۔	تہذیب التہذیب	۴۸۔	النبراس
۴۹۔	شرح عقائد	۵۰۔	اسعاف الراغبین
۵۱۔	مکتوبات امام ربانی	۵۲۔	سر الشھادتین
۵۳۔	خلاصۃ الفتاویٰ	۵۴۔	الاشاعہ لاشراط الساعہ
۵۵۔	الکوکبۃ الشھابیہ	۵۶۔	ملفوظات اعلیٰ حضرت
۵۷۔	احسن الوعا	۵۸۔	احکام شریعت
۵۹۔	عرفان شریعت	۶۰۔	بہار شریعت
۶۱۔	میزان الاعتدال	۶۲۔	الاصابہ
۶۳۔	الضعفاء الکبیر	۶۴۔	اسد الغابہ
۶۵۔	الاستعیاب	۶۶۔	مقام رسو
۶۷۔	تعلاف چند مفسرین محدثین	۶۸۔	امام پاک اور یزید پلید
۶۹۔	بستان المحدثین	۷۰۔	شہادت نواسہ رسول سیّد الابرار و مناقب آل النبی المختار
۷۱۔	تحفظ عقائد اہلسنّت	۷۲۔	مدینۃ الرسول
۷۳۔	آل رسول		